

ملفوظات امیر المؤمنین المصلح الموعود حضرت مولانا محمد علی صاحب دہلی

سیدنا حضرت امیر المؤمنین المصلح الموعود
سلیفۃ اربع ائمتہ القدرت
کی سمت کے متعلق تازہ اطلاع
مشہر ہے کہ
مصورہ یوہ میں نیرد جانیت
سے باقاعدہ درس قرآن کریم
فرما رہے ہیں

وَقَدْ لَقِيَكَ كَمَا لَمْ تُبَدِّئْ بِشَيْءٍ قَدِ انْتَرَجْتَ

بکری

شرح
چندہ سالانہ
چھ روپے
نئی پریچہ ۲۰۲

یڈیٹر
برکات احمد راجپتی
اسٹنٹ ایڈیٹر
محمد حفیظ بقی پوری

نمبر ۱۹

جلد ۲

۲۱ مئی ۱۹۵۳ء

۲۸-۲۱-۱۲-۷۰

نزکانہ صاحب کے پوٹر پانی کی سکھ بھائیوں کو پیشکش

پے در پے سکھ بھائیوں کے ساتھ بھدری اور تعداد کا سلوک کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے کئی مواقع پر اپنے تعداد اور محبت کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ ان کے اچھے سلوک سے ہم ان تلخ باتوں کو جو تقسیم کے وقت ہمارے سامنے آئیں بھولتے جاتے ہیں کچھ عرصہ پہلے بعض شریروں نے ہمیں جماعت احمدیہ کی طرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور ہم حقیقتاً اس روادار اور صلح کل جماعت سے بدظن رہے۔ لیکن اب اس جماعت کو قریب سے دیکھنے سے اور اس سے تعلقات برقرار رکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس جماعت کے لوگ بہت سچے بااخلاق اور روادار ہیں۔ اور بڑے بلند خیال رہنے والے ہیں۔ اور امید ہے کہ ایسے لوگوں سے ہمیں دوبارہ محبت اور صلح پیدا ہوگا اور آپس میں جھگڑا اور فساد مٹ جائیگا آپ نے تقریریں یہ بھی فرمائی کہ سکھ بھائیوں کو اداہ لقا۔ کہ اس موقع پر منادی کر اگر قادیان اور اردگرد کے دیہات سے کثرت سے لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک بھاری اجتماع کیا جائے۔ لیکن چونکہ جو بھدری کرم الہی صاحب آج ہی واپس جا رہے ہیں۔ اس لئے بدوقت انتظام نہیں ہو سکا۔ جس کا افسوس ہے۔ جناب نبیانی صاحب کی تقریر کے بعد جو بھدری کرم الہی صاحب نے حضرت خضر کے الفاظ میں سکھانہ صاحب میں رہنے والے سکھ بھائیوں کا پیغام محبت پہنچایا اور ان کے حالات بتائے۔ انہوں نے تقریریں یہ بھی کیا کہ احمدیہ جماعت تمام مذاہب کے اوتاروں اور بزرگوں پر اس کا خیر و برکت ہے

قادیان ۱۵ مئی۔ جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے مقامی سکھ بھائیوں کو سکھانہ صاحب کے اس خاص کنوینشن کا تبرک پانی (جل) پیش کیا گیا جہاں سے گوردوانک صاحب اپنی زندگی میں پانی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ یہ تبرک تحفہ کرم جو بھدری کرم الہی صاحب نے طفر مبلغ سپین جو چند دن ہوئے ننگانہ صاحب سے پوتے ہوئے قادیان آئے تھے۔ اپنے ساتھ لائے تھے۔ یہ پوٹر پانی ان کو سردار ہزارہ سکھ صاحب مہید گرجھی ننگانہ صاحب نے دیا تھا۔ اس تبرک عطیہ کے دینے کے لئے ایک خاص تقریب کا انعقاد گوردوارہ شہید گنج نزد ریلوے سٹیشن قادیان میں سات بجے منع کیا گیا جس میں علاوہ بہت سے سکھ دوستوں کے احمدی احباب بھی پچاس ساٹھ کے قریب شری ہوئے۔ جن میں جناب مولوی عبدالرحمن صاحب ناضل ناظر اٹلے قادیان۔ جناب حکیم فیصل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب راجپتی۔ جناب نثار امور عامہ قادیان۔ مولوی عبدالقادر صاحب ناضل معائن ناظر امور عامہ اور جو بھدری کرم الہی صاحب نے تقریریں سنیں شامل کئے۔ جناب نبیانی صاحب نے سکھ صاحبیت خضر جنرل سکریٹری سکھ بھائیوں کو گوردوارہ کے دروازہ پر احمدی دوستوں کا استقبال کیا۔ اور ایک مختصر تقریر میں گوردوانک صاحب اور رائے پور کے محبت اور اخلاص کے تعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ اس وقت احمدیہ جماعت قادیان کے معزز افراد ان تعلقات محبت کو مضبوط کرنے کے لئے

”میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ اگر میں پیادہ اور کچلا جاؤں اور ایک ذرت بھی حقیر تر ہو جاؤں۔ اور ہر ایک طرف سے ایذا اور گالی اور لعنت دیکھوں تب بھی میں آخر نجات پاؤں گا۔ مجھ کو کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ جو میرے ساتھ ہے۔ میں سرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ دشمنوں کی کوششیں بربت ہیں اور حاسدوں کے منصوبے لامحالہ۔“

اسے نادانوں اور اندھوں نے مجھ سے پہلے کوئی صداق ضائع ہوا۔ جو میں ضائع ہو جاؤں کس سے دفا دار کو خدا نے وقت کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ جو مجھے ہلاک کر دے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھلیں کہ سنو۔ کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں۔ اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں۔ مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے۔ جس کے آگے پہاڑ میچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر زار افق نہیں۔ کیا خدا مجھے چھوڑے گا۔ کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا۔ کبھی نہیں ضائع نہیں کرے گا۔ دشمنوں ذلیل ہونگے اور عادل شرمندہ اور ذلیل بندہ کو کھرب میدان میں فتح دیگا میں ان کے ساتھ وہ میرے ساتھ کوئی چیز

وہ ظل خد افضل عمر قدرت ثانی

از ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب اختر جنینی کوٹ موہن سسرگودھا

ربوہ کی زمیں پاک ہے رہتا ہے خلیفہ
وہ کھانا کھلاتا ہے ہزاروں کو ہمیشہ
دنیا کے کناروں سے یہاں آتے ہیں حلقوں
اسلام کی ہر بات کو اپنایا ہے جس نے
ہر کار فرودینہ کو پیغام سنا کر
عاشق ہے وہ سرکار مدینہ کا حقیقی
دنیا کے ہر اک عیش کو آرام کو چھوڑا
وہ ظل خد افضل عمر قدرت ثانی
بے آب و گیاہ صدیوں سے ربوہ کی زمیں تھی
تفسیر کبیر ایک گمراہی سے بادل
قرآن کے معارف ہیں کہ اک سیل رواں ہے
بھولے ہوئے انسان کو راستہ بھی دکھایا
کیونکہ نہ ہو ایسا کہ وہ جہدی کا پسر ہے
پھیلا دیئے ہر گوشہ دنیا میں مبلغ
نصرت جو کیا کرتے تھے اسلام سے ہر دم
حکمت سے ہی ہر چیز پر آیت ہے ان کی
آنکھوں سے رواں اشک دعا میں بھی مسل
ہر دشمن ایمان کو ایمان دیا ہے
اختر نے کبھی ان میں بُرائی نہیں دیکھی

سے خاص خداوند کی رحمت کا نتیجہ
کیا خوب نکالا ہے یہ لنگر کا طریقہ
مشرق ہو یا مغرب ہو یا بنگال۔ اڑیہ
ہر ملک میں اسلام کو پھیلا دیا ہے جس نے
تو حید خد خداوند کو چمکایا ہے جس نے
ہر دشمن ایمان کو تر پیا دیا ہے جس نے
اور ہر جم اسلام کو لہرایا ہے جس نے
وہ حسن و احسان کی عمر اقتدر نشانی
آب پاؤں کی ٹھوک سے نکالا ہے یہ پانی
رُلتے ہوئے موتی ہیں کی۔ یا کی روانی
کھولے ہیں شریعت کے سبھی راز نہانی
ہاتھوں سے پیکر کر اسے اللہ سے ملایا
مشرک کو بھی جب کلمہ کو حید پر ٹھایا
اسلام کا ہر رنگ میں دنکا ہے کیا یا
اب ان کو بھی اس دین کا گردیدہ بنایا
تشریح احادیث و آیات ہے ان کی
اللہ سے دن رات ملاقات ہے ان کی
پتھر بھی کیا موم کر ایت ہے ان کی
احرار ہی جو کچھ ہیں خرافات ہے ان کی

ملفوظات امیر المؤمنین المصلح الموعود حضرت مولانا محمد علی صاحب دہلی

رپورٹ جماعت احمدیہ بھدواہ ریاجمول سنت

حیات الاخرہ

تصویر

چھ سال کے بعد مبلغ صاحب نے پرفیضہ تعالیٰ تربیت و تبلیغ میں سرگرمی عمل میں آئی۔ پانچ افراد نے اجماعیت قبول کی جس پر مخلصین نے عوام باریج اور حکام کو مدعو کر کے کوئٹہ کی اور افراد جماعت کو دیکھیاں دیں۔ الحمد للہ کہ دانشمند حکام اور سرگرم طبقہ سائتر نہیں ہوا۔ مبلغ صاحب نے ۵-۱۱-۱۹۰۵ء صاحب سے ملاقات کر کے جماعت کے قیام کا مقصد بتایا کہ سلسلہ کی بنیادی تعلیم میں تمام بیسوں اور اداروں کا التزام حکومت وقت کی اطاعت۔ بغاوت فتنہ و فساد اور سرگرتالوں وغیرہ سے اجتناب ہے۔ جماعت کی چونتیس سالہ روش اس کے نیک رویہ کی شاہد ہے۔ مخالفین اکثریت کے بن پڑتے پر جماعت کا بائیکاٹ کرتے قبرستانوں میں دفن کرنے میں مزاحم ہوتے رہے۔ اور اب بھی ہمایہ ملک میں ایک وسیع پیمانہ پر رنگ ان بنیت سلوک کیا گیا۔ لیکن اس بات کی ایک بھی مثال نہیں ملتی کہ جس مقام پر جماعت احمدیہ کی اکثریت ہو۔ وہاں ان سے بھی ایسے افعال سرزد ہوتے ہوں۔ جماعت کی ادارتی اور دست جو مسئلے بے مثال ہے۔ جماعت میں سے جو شخص اخلاق سے گرجائے نظام جماعت خود اس کو ایسے امور پر سزا دیتا ہے۔

مندرجہ عنوان کتاب حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب انظر دعوة و تبلیغ ربوہ کی تصنیف ہے۔ جس میں علاوہ اور اہم مباحث کے مندرجہ ذیل غمناکات پر سیر حاصل کث کی گئی ہے۔ اور ذاتی مشاہدات سے ازوی زندگی کے نبوت میں دلائل حسیائے کئے ہیں۔

- ۱- عقیدہ حیات آخرت کے بارے میں بنیادی اصل
- ۲- انسانی پیدائش کی علت غائی۔
- ۳- حیات آخرت کے متعلق مذاہب عالم کا اتفاق۔
- ۴- منکرین حیات آخرت کے انکار کی اصل وجہ۔
- ۵- حیات انسانی کے متعلق یورپ کا زاویہ نگاہ
- ۶- حیات آخرت کے متعلق اجتماع نظریہ

۷- حیات آخرت کے بارے میں منکرین کئے

اصل روک اور ان کی بیماریاں

۸- واقعات کی شہادت۔

۹- حیات آخرت کے متعلق میرا الشراخ در

اور اس کا بڑا سبب

۱۰- حیات آخرت کی کیفیت کا علم تیار ہو سکتا

ہے۔ مگر اس کی مہمیت کا نتیجہ۔

۱۱- خیانت کا مفہوم۔

۱۲- روح بشری بہر حال ایک جسم کی محتاج ہے۔

۱۳- عالم آخرت مفقور کائنات کی تمثیلی خلق

کا نمونہ ہوگا۔

کتاب دیدہ زیب ہے، کتابت اور طباعت

نابینا عمدہ ہے۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر احمدی

دوست اس کو خود پڑھے۔ دوسروں کو پڑھنے

کے لئے دے اور اس کے نسخے نائبریریوں میں

رکھے جائیں۔ خدا تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے

خیر دے جنہوں نے یہ قیمتی تصنیف کر کے

احمدی لٹریچر میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ جزا

اللہ ارحم الراحمین۔

قرآن خدا تعالیٰ کے کلام ہے جو لوگ شک کر دیں سلف فقرا تے ہیں دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر مردہ پرست میں وہ جو قطعہ پرست ہیں بن دیکھے دل کو دوستو پڑتی نہیں ہے کل اسے سوینوالو جو کہ وقت بہا رہے کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا بن دیکھے کسی طرح کسی نہ رخ پہ آئے دل دیدار کرتے ہیں تو گفت رہی سہی سوزدگ کی دوا ایسی و صہل انہی ہے پر جس خدا کے ہونے پہ کوئی نہیں نشان جو خاک میں ملے اسے متا ہے آشنا یہ راہ تنگ ہے یہ یہی ایک راہ ہے ناپاک زندگی ہے جو دوری میں کٹ گئی زندہ ہی ہیں جو کہ خدا کے تزیب ہیں

مختم مبلغ صاحب کے تین ہفتے کے قیام میں علاوہ ان کی تبلیغی ملاقاتوں اور تقسیم لٹریچر کے ذیل کے تربیتی کام کئے گئے۔
۱- قرار پایا کہ اگلے سال مسجد احمدیہ تعمیر کرنے کے لئے ابھی سے مقامی جماعت سے چندہ جمع کیا جائے۔ مبلغ صاحب نے بھی اس میں شہرت کا دمہ کیا۔

۲- میان جمال الدین صاحب میر کے ہاں جمعہ اور فجر اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کرنے اور بجز خاص طور پر سالیانہ کی تربیت کے لئے مدرس کرنے کا انتظام کیا گیا۔

۳- احمدی اجاب کی متواتر سے متعدد ہونے پر مالک یا غیر احمدی ہیں ان کی تربیت کے لئے ان کی جمع میں شمولیت اور بعد جمعہ ان میں درس کا انتظام کیا گیا۔

۴- بچوں کو نماز یاد کرائی۔ آئینہ دورہ بیان کا امتحان ہوگا۔ والدین کو تلقین کی گئی۔

۵- نظارت تعلیم کی طرف سے منعقہ ہونے والے امتحان الرشیدیہ کے لئے اجاب کو تحریک کر کے ان کے نام نظارت کو بھجوادیئے گئے۔

۶- بارہ سال کا چندہ جان کا حساب چیک کیا اور صاحب کتاب صحیح طور پر رکھے کا طریق تمام اجاب کو بتایا۔

۷- جماعت نے ۱۵۱/۸۱ روپے کا بجٹ بھیجا تھا اس کی بجائے ۱۵۱ روپے کی بجٹ تیار کیا،

۸- ۷/۷/۱۹ روپے وصول کئے گئے جس میں تین سالوں کا سا را بقایا اور نئے بجٹ کا چندہ شامل ہے۔ (۱۱) آئینہ تین سال کے لئے عہدہ داروں کا انتخاب کیا گیا۔ (۱۱) انہوں نے ۵۲

۹- ۷/۷/۱۹ روپے وصول کئے گئے جس میں تین سالوں کا سا را بقایا اور نئے بجٹ کا چندہ شامل ہے۔ (۱۱) آئینہ تین سال کے لئے عہدہ داروں کا انتخاب کیا گیا۔ (۱۱) انہوں نے ۵۲ کو عزیزہ رضیہ بیگم صاحبہ بنت کرم حیدر خان صاحب کا نکاح پانچ صد روپے پر ہر پیر علیہ رضیہ عبدالغنی صاحب میر ولد کرم غلام محمد صاحب عرف محمد جو میر سے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ مبلغ صاحب کی تلقین کے بغیر تقریب بغیر مردہ رسوم کے سادگی سے سر انجام نہ پاتی۔ جماعت احمدیہ بھدواہ

بے اس کے معرفت کا چین نام تمام سے اس کتاب سے وہ عجیب دھوپ پاتے ہیں سب ذمہ گو میں نور نہیں ایک ذرہ بھسر پس اسلئے وہ مورد ذل رشکست ہیں نقصوں سے پاک کیسے ہو یہ نفس پر غفلت اب دیکھو آگے در پہ ہمارے وہ بار ہے لعنت ہے ایسے جینے پر گراؤں سے ہیں جہنم جنت بھی ہے یہی کہ سے یا رہ آشتما کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل حسن و جمال یا رہ کے آثار ہی سہی اس قید میں ہر ایک گندہ سے رہائی ہے کیونکر خدا ایسے پہ ہو جائے کوئی جہاں اسے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزمانا ظہر کی مرنے والوں پہ ہر دم نگاہ ہے دیوار نہ خشک کی آخر کو پھٹ گئی مقبول بن کے اس کے عزیز و صیب ہیں

م کے نام مردوں ۵ مستورات اور ۱۹ بچوں پر مشتمل ہے۔ اجاب سب کی بہتری نو احمدیوں کی استقامت اور اس علاقہ میں احمدیت کی ترقی کے لئے دعا فرمادیں۔ فقط والسلام

فناکر محمد عبداللہ صدر جماعت احمدیہ بھدواہ ضلع ڈوڈہ ریاست جموں کشمیر

فناکر محمد عبداللہ صدر جماعت احمدیہ بھدواہ ضلع ڈوڈہ ریاست جموں کشمیر

تشریحی اطلاع
حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب تھانوی زما تے ہیں کہ چند دنوں سے ان کی طبیعت قریب اور کمزوری زیادہ ہے اس لئے وہ اجاب اذ مخلصین کے خطوط کا فردا فردا جواب نہیں لکھ سکتے۔ تاہم ایسے دوستوں کو جو ان کو دعا کے لئے لکھتے ہیں۔ خاص طور پر دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔

بقیہ ایپیل پوریل

اور حقائق کو زیر نظر لاتا اور فیصلے کرتا ہے ابھی تک بہت سے مسلمان محض مسلمان ہونے کی وجہ سے ناقابل اہل اور غیر مستحق قرار دیئے جا کر سیادی حقوق سے محروم ہیں۔ ابھی تک وفادار اور پُر امن مسلمانوں کی ایک تعداد فرقہ دارانہ ذمہ داری کے رنگوں کی حرکات کی وجہ سے بے اطمینانی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

ان سب باتوں کے تدارک کے لئے مہنگی علی تقدم نہ اٹھایا جائے اور ملک کے ہر طبقہ کو اپنے ذمہ نہ ڈھالا جائے۔ فرقہ داری کے اس دیوتہ نبت حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔

ہفت روزہ بدرقادیات

رمضان المبارک اور فسادات ۱۹۴۶ء

کسی بڑی خوبی یا برائی کا علم امتحان اور تجربہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اسلام میں ایک ماہ کے فرضی روزے رکھنے کا جو طریق رکھا گیا ہے اگرچہ وہ مذہبِ حرام میں سفید نہیں بلکہ تقریباً سب سے زیادہ مناسب مذہبِ روزوں کے فوائد کے قائل ہیں۔ اور جو طریق کر رہے ہیں اور جہاں ترقی کے لئے فرضی قرار دیتے ہیں۔ اور کسی قدر اختلاف کے ساتھ روزوں کا سسٹم اکثر شاہد میں پایا جاتا ہے پھر بھی بعض معترضین جو صرف اعتراض اور مخالفت کی خاطر اعتراض پیش کرنے کے مادی ہیں۔ اسلامی روزوں کو صحت سے بے خبر تکلف والا طریق قرار دیتے ہیں۔ بلکہ بعض ناہانف سلاوؤں نے جو طوائف اور فسادات سے بچنے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے حالات کے مطابق روزوں کا یہ جو طریقہ ہے اور فرضی تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں اتنی سختی مناسب نہیں۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجودہ زمانہ میں ہوتے تو یقیناً اس طریقہ کو زیادہ نرم اور قابل عمل بنانے کا حکم صادر فرماتے۔

انہوں نے جو یہ معترضین انسانی ترقی کے لئے اس نہایت ہی اعلیٰ طریق کی بے شمار کوششوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ ایک بے ہمت تک بھوکا اور پیاسا رہنا یا کھانسی دھم گرا کے بے اور گرم دنوں میں شقت آمیز اور تکلیف دہ ہے۔ کیوں وہ کون سا ذوقیاد ہے جو غیر شقت کی مادی ہونے کے ترقی کی منازل کو طے کرے۔ اور پھر کونسی قوم یا مذہب اس بات کی گارنٹی دے سکتا ہے کہ وہ ہمیشہ ناز و نعمت اور سہولت و آرام میں ہی بسر اوقات کرے گا۔ اور اس کو کبھی تک ایسے اور مصائب سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہرگز نامصائب و شدائد ہی انسان کو اجتماعی اور انفرادی اعتبار سے آگے بڑھاتی ہیں۔ اور ایسی مشکلات کو وہی قوم یا فرد برداشت کر سکتے ہیں جو ان کو جھیلنے کے لئے قبل از وقت مشق کرتے ہیں۔

۱۹۴۶ء میں جب لاہور کی تصاویر میں ایک روزوں میں آبادی کا تہاہل تھا۔ اور لوگوں کو بے پروائی کی حالت میں پیدل تھکنوں میں سیکڑا دیا گیا۔

کے کرنا پڑا۔ تو اس وقت وہ لوگ جو بھوک پیاس کی شدت اور روری شفتوں اور شائد کے طاری نہ تھے۔ بری طرح بے بس اور ناہمال ہوئے۔ اور ان میں سے بہت سے جانبر نہ ہو سکے۔ لیکن جو لوگوں نے اپنی زندگی کے ناز و نعم میں شدت اور شقت کے کانون کو کسی سمجھا دیا تھا۔ وہ نسبتاً سہولت و آرام سے ان مصائب سے گزر گئے۔ چونکہ وہ بھوک برداشت کرنے کے مادی تھے۔ پیاس برداشت کرنے کے فوج تھے۔ اس لئے ان مصیبت کے ایام میں ان کے لئے عطاوات بالکل سے معلوم نہ ہوتے تھے۔

پس ۱۹۴۶ء کے مصائب کا تصور تقریباً رمضان المبارک کی ضرورت اور اہمیت کو ذرا غور و رسا سمجھ لیتے ہیں۔ اور تجربہ سے اس کی ضرورت کا احساس کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ جہاں جائزہ تک اپنے جسمانی آرام و سہولت کا خیال رکھیں وہاں اپنے آپ کو کھینچ کر بناویں۔ اعداد امر کی ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے رمضان المبارک کے روزے ایک بہترین ذریعہ ہیں۔ جو سے نہ صرف جسمانی اور تمدنی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بلکہ مدعانی طور پر بھی ترقی و برکت ملتی ہے۔ آج ترقی کرنے والی قومیں اپنی ترقی و سر بلندی کے لئے نئی نئی تجاویز اور منصوبے سوچتی ہیں۔ لیکن انہوں نے کہ مسلمان ان ترقی کی راہوں کو بھی چھوڑ رہے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر فرمائیں۔ اور اس کے مقتدر رسول کے ذریعہ سے ان کو بیز کر دیا گیا اور سوچ و بچار کے حاصل ہو گئیں۔

حزب تکفیر اور علماء و زمانہ

آج کل پاکستان اور بعض دوسرے ممالک میں جماعت احمدیہ اور اس کے مقتدیوں کے فسادات تکفیر کا بازار گرم ہے۔ اور علماء تکفیرین یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ احمدیہ جماعت کو اپنے ہندوی تکفیر سے خارج از اسلام قرار دے کر اس کو ناپود کر دیں گے۔ حالانکہ ان کا اس تکفیر بازی کے خلف کو اختیار کراہی حضرت بانی مسند احمدیہ علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے بانی حضرت احمد حق پر ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ علماء صحیحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل علم و شہر میں تحت ایضا السماء کے الفاظ کی

آسمان کے نیچے ہر چیز مخلوق قرار دیا۔ اگر فتنہ و فساد اور شرارت پھیلنے کے لئے لنگر اور افواج کے فتوے نہ لگتے تو اور کیا کریں۔

بے شک علماء کا یہ حق تھا کہ وہ انہوں نے فریاد و ہیشیہ کے ماتحت حضرت بانی مسند احمدیہ کے مادی اور دلائل کو پرکھتے۔ اور آپ کی جماعت سے آپ کی صداقت اور سبب اظہار ہونے کے ثبوت مانگتے۔ لیکن ان کا یہ خیال کہ لینا کہ آنے والا موعود یا مدعی تجدید و اصلاح ان کے خود ساختہ عقائد و خیالات کی پابندی کرے کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتا کیونکہ جب مدعی مسند و سببیت کی بعثت ہی امت کے بگاڑ کی بعثت ہوتی ہے اور اس کی غرض ہی راجح الوقت اعمال اور عقائد ناسدہ کی اصلاح و دوستی ہے تو علماء کے خود ساختہ خیالات و عقائد کے مطابق وہ آنے والا موعود کس طرح پورا کر سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دور سے اس کو "کلم" اور "عال" کا نام دیا ہے۔ یعنی وہ علماء کے مختلف عقائد کے صحیح یا غلط ہونے کے متعلق کلم اور فیصلہ صادر فرمائے گا۔ پھر موجد علماء و بعض اسلامی مسائل کے متعلق اپنے خیالات کی درست یا غلط کرنے اور اس بنا پر حضرت بانی مسند احمدیہ پر فتوے کفر لگانے میں کسی طور پر بھی حق بجانب نہیں۔

باقی جو کچھ علماء اس وقت کر رہے ہیں یہ خود حضرت موعود بانی مسند احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کر رہا ہے جس کی تائید علماء بزرگان سلف کی واضح تحریرات سے ہوتی ہے۔ پانچویں حضرت شیخ احمد رضا علیہ السلام نے حضرت موعود کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مکتوب پنجابہ و پنج مشائخہ و مطبع احمدی دہلی میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"میں موعود جب دنیا میں آئے گا تو علماء و ادب اس کے مقابل آمادہ مخالفت ہوں گے۔ کیونکہ جو باتیں بزرگوں نے مسند احمدیہ کے وہ بیان کرے گا وہ اکثر زبونی ہوں گی۔ اس دور کے موعودوں کی جماعت میں تو اب وقت کے برخلاف نظر آتی ہیں گی۔ حالانکہ حقیقت برخلاف نہ ہوں گی۔

ایسا ہی نواب صدیق الحسنی قد صاحب نے بھی تحریر کیا ہے کہ۔

"ہوں مہدی علیہ السلام عقائد پر ایسے

سنت و امانت پر ہمت فرمائے۔ علماء وقت کو خود کو تقلید فقہاء و اقتدار مشائخ و آباد نو رہا نہ گوئیں کہ انہیں شمس خانہ بر انداز دین و ملت مانت و بر مخالفت بر خیزند و بحسب عادت خود حکم تکفیر و تفسیل دے سکتے۔

یعنی جب امام مہدی آئیں گے تو اس وقت کے علماء جو ہمیشہ آباد و اجداد اور مشائخ و فقہاء کی پیروی کرتے ہیں انہیں ہے کہ شمس اسلام ہونے والا اور دشمن دین سے۔ اس کی مخالفت میں اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور جیسا کہ ایسے علماء کی عادت ہوتی ہے اس کے خلاف کفر اور کفر ای کے فتوے صادر کریں گے؟

اب پاکستان میں بعض دوسرے عقائد میں علماء نے جو تکفیر و تفسیل کی جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کے خلاف گرم بازاری کی ہے اس سے بزرگان سلف کے بیان کے مطابق ہونے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور برحق ہونے کے اور کیا ثابت ہوتا ہے۔ کیا کوئی خدا سے ڈرنے والا اس امر پر غور کرنے کے لئے تیار ہے۔

فرقہ پرستی کے خلاف جہاد

جناب سید اللہ علیہ السلام نے فرمودہ ہے کہ جہاد کا مطلب ہے اپنے دل میں کفر کو بائیں پارہیں لٹری کر کے اہل اس میں تفریق کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ کفر کو بائیں پارہ لٹری کر کے اپنے فہم میں فرقہ پرستی کے خلاف جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوں۔

جہاں تک اس نہایت کا تعلق ہے یہ بہت مبارک ہے۔ جناب سید اللہ علیہ السلام ابھی ہدایت دینے کی رو سے سبھی صد بارک ہیں۔ اگر فرقہ پرستی کے دلوں کا کامیابی سے جو جائے تو یقیناً ملک کی اکثر مشکلات کا زار ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسے بے فرقہ پرستی کا مہم آتا ہے اور اس میں ہونے کے خلاف ذہنی اعلانات سے خواہ وہ ذہنی علم و صدر کہ کفر کی طرف سے ہی کیوں نہ ہوں اس سے بچنا ناممکن ہو سکتا۔

ابھی تک ملک کے خیالات کہ ایک بہت بڑی تعداد سے آغوش ہے۔ اور اس اور کالجوں میں بھور نصاب تعلیم پڑھائی جانے والی تاریخ کتابیں ابھی تک فرقہ دارانہ ذہنیت سے لکھے ہوئے مضمون سے مملو ہیں۔ ابھی تک میرا نے مسلمان بادشاہوں کو بدیشی کے ذرا ظلم۔ قرآنی تعصب اور قرآنی کچھ اور لکھے۔ انہوں میں کسی نہیں آئی۔ اور بعض فرضی حقیقی اوقات کو مبالغہ آمیزی سے ابھارنے لگا۔ فرقہ دارانہ نظریہ کو بار بار سمجھا دیا ہے ابھی تک سرکار خلیفہ میں ہی ایک مسند صاحب ہے جو فرقہ دارانہ عینک سے واقعات (باقی صفحہ کام تک)

خطبہ جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر مومن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ ہر کام کا آغاز اور انجام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

اگر تم اللہ تعالیٰ کی صفت حمایت اور رحیمیت کو مد نظر رکھو تو تمہاری زندگی کے سارے اعمال درست ہو جائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم مئی ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا رات کو

گرمی کی وجہ سے

میں اندر سو نہیں سکا۔ اور باہر تیز ہوا تھی۔ اسلئے بائبل لائٹ کے ٹھٹھے میں ورد شروع ہو گئی۔ اور پلٹنا مشکل ہو گیا۔ مگر چونکہ میں سرٹیوں اور کپڑے کے سہاے چل سکتا ہوں اس لئے مسجد میں آ گیا ہوں غلطی میں بیٹھ کر پڑھوں گا۔

پچھلے دو جنموں میں میں نے بے ہمتی کے متعلق بعض باتیں کہی تھیں۔ آج میں مقرر آس آیت کے اگلے حصہ کے متعلق بعض باتیں بیان کرتا ہوں۔ قرآن کریم کی یہ خوبی ہے کہ اس کی آیات کی ترتیب اس قسم کی ہے کہ وہ اپنی ذات میں ہی

رات نمائی کرنے والی

ہے۔ اس لئے اس کی طرف خاص طور پر اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک جگہ پر ایک باب کھڑا ہو۔ اور اس سے نیچے ساتھ ہی اس کا بیٹا کھڑا ہو۔ اور کوئی کہے کہ یہ والد ہے مادریہ بیٹا ہے تو اسے اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کہ باب اولیٰ جگہ کھڑا ہے اور بیٹا نیچے جگہ کھڑا ہے۔ کیونکہ الفاظ اپنی ذات میں ان کے مدارج پر دلالت کر رہے ہیں قرآن کریم میں بات کو ایسی ترتیب سے بیان کرتا ہے کہ وہ ترتیب اپنے مطلب پر دلالت کر دیتی ہے اور اسے بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن اگر ہم کوئی بات بیان کرتے ہیں تو ہمیں تفصیل بیان کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ ہم نے اس بات پر زور کیوں دیا۔ یا زور دیا ہے۔ تو اس کے فطری حصہ کو پہلے کیوں بیان کیا ہے۔ اور فطری حصہ کو بعد میں کیوں بیان کیا ہے۔ چونکہ ہمارے خیالات محدود ہوتے ہیں۔ اور ہمیں مخاطب کے خیالات کا پتہ نہیں لگ سکتا اس لئے کئی دفعہ ہم اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کہ مخاطب چاہی بات سے کیا نتیجہ اخذ کرے گا۔ لیکن قرآن کریم اس

خدا کا کلام سے

جو اپنی بات کو بہتر رنگ میں پیش کر سکتا ہے اور یہ بھی جاننا ہے کہ سننے والا یا مخاطب اس سے کیا مطلب اخذ کرے گا۔ اس کے ذہن پر کیا اثر ہوگا

اس لئے وہ اپنی بات میں ان خیالات کو مد نظر رکھ لینا ہے۔ اب دیکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم میں رحمانیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی ایسی ہستی موجود ہے جو بغیر کسی عمل کے دینی ہے۔ اور بغیر کسی استحقاق کے دیتی ہے۔ اور یہ لفظ بیان "اللہ" کی صفت کے طور پر بیان ہوا۔ اور "اللہ" نام عربی زبان میں اس ہستی کا ہے۔ جو تمام صفات حسنہ سے متصف ہو۔ اور تمام عیوب سے پاک ہو۔ اور جب دنیا میں کوئی ایسی ہستی موجود ہے۔ جو سب صفات حسنہ سے متصف ہے۔ اور

سارے عیوب سے پاک

تو لازماً یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ ہستی فائق بھی ہے اور مالک بھی ہے۔ خلق خود ایک صفت حسنہ ہے۔ اگر یہ صفت حسنہ اس ہستی میں نہیں پائی جاتی جس کے لئے عربوں نے "اللہ" کا نام مقرر کیا ہے۔ تو اس لفظ کا استعمال درست نہیں ہوگا۔ پس "اللہ" ہے تو ایک ہستی کا نام لیکن وہ مقرر کیا گیا ہے۔ ایک ایسی ہستی کے لئے جو خاص صفات رکھنے والی ہے۔ یہ لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس ہستی کے لئے یہ لفظ تجویز کیا گیا ہے اس میں سب صفات حسنہ جمع ہوں۔ اور وہ سب عیوب سے پاک ہو جائیں "اللہ" اسم ذات ہے جو صرف ایک وجود کے لئے ہی وضع نہیں کیا گیا بلکہ ایک نام معنی وجود کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جیسے کسی کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ بچہ کی پیدائش سے پہلے اسے خواب آ جائے۔ کہ وہ بڑا نیک ہوگا۔ اور وہ اس خواب کی بنا پر اس بچہ کا نام وہ طابریا اظہر رکھ دے۔ تو طابریا اظہر اسم ذات اور علم بھی ہوگا۔ لیکن ساتھ ہی یہ نام بچہ کی کسی صفت کو مد نظر رکھ کر رکھا گیا ہوگا پس ایک لحاظ سے وہ اسم ذات کو مد نظر رکھا۔ اور ایک لحاظ سے وہ کسی خاص صفت کو ظاہر کرنے والا ہوگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو لے لو۔

آپ کا نام محمد تھا۔ محمد اسم ذات ہے۔ لیکن الہی تعریف کے ماتحت یہ اسم صفت بھی ہے۔ اب اگر ہم لفظ محمد پوچھتے ہیں۔ تو اس سے اسم ذات اور اسم صفت دونوں مراد ہوتے ہیں۔ جب اسے بطور اسم ذات لیا جاتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بچہ کی پیدائش کے لئے اس کا نام والدین نے محمد رکھا ہے۔ اور جب اسم صفت مراد لیا جاتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ بچے کا نام الہی تعریف کے ماتحت "محمد" رکھا گیا ہے۔ تاہم اس کے خاص قسم کے اطلاق اور صفات پر دلالت کرے۔ پس بعض نام ذاتی بھی ہوتے ہیں اور صفاتی بھی ہوتے ہیں جیسا کہ ذاتی نام بھی تھا۔ اور صفاتی بھی نامی لئے جب مشرکین نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں تو صحابہ نے چڑھ کر کہا یا رسول اللہ یہ لوگ آپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ عرب لوگ زبان حقہ وہ بیٹاتے تھے۔ کہ اگر وہ محمد نام لے کر گالیاں دیں گے تو اس کے کوئی معنی نہیں ہونگے۔

محمد کے معنی

ہیں "تعریف کیا گیا" اب جس شخص کی تعریف کی جائے اسے گالیاں کس طرح دی جاسکتی ہیں۔ اگر "محمد" نام لے کر گالیاں دی جائیں گی۔ تو سننے والا کہے گا کہ ایک اچھی صفت رکھنے والا برا کیسے ہو گیا۔ اس لئے جب وہ گالیاں دیتے تھے تو "محمد" نہیں کہتے تھے مذموم کہا کرتے تھے۔ اور مذموم کے معنی ہیں جس کی مذمت کی گئی ہو۔ جیسے عین مرزا نے کہا کہ کروڑ گالیاں دیتے ہیں۔ احمدی کہہ کر گالیاں نہیں دیتے کیونکہ لفظ احمدی کے معنی ہیں۔ احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والا۔ اب اگر کوئی کہے کہ احمد سے تعلق رکھنے والے بڑے ہوتے ہیں۔ تو اس کا کیا مطلب ہوگا۔ سننے والا کہے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والا برا کیسے ہو گیا۔ اس لئے یہ لوگ عین احمدی نہیں کہتے مرزا نے کہتے ہیں۔ اسی طرح مشرکین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مذموم کہا کرتے تھے اور مذموم کے

معنی ہیں وہ شخص جس کی مذمت کی گئی ہو۔ جب صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرض کیا کہ مشرکین نے آپ کو گالیاں دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا آخروہ کہہ دیجئے ہاں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ آپ کو مذموم کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا نام تو محمد ہے مجھے تو کوئی گالی نہیں دے سکتا۔ جیسے عین احمدی کہہ کر کوئی گالی نہیں دے سکتا جب بھی کوئی شخص ہمیں گالیاں دے گا وہ قادری یا مرزا کی کہے گا ہم نہ قادری ہیں نہ مرزا کی۔ اگر وہ ہمیں قادیانی کہتے ہیں تو قادیان میں بندو اور رکھو ہمیں آباد کرتے۔ اور اگر مرزا کہتے ہیں تو ادھر تو ایک مرزا ہے اور ادھر دس لاکھ مرزا ہیں۔ جب وہ ہمیں مرزا کہتے ہیں تو گالیاں دیتے ہیں تو اس سے صرف حضرت یحییٰ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی مراد نہیں ہوتے بلکہ اس میں سارے مغل آجاتے ہیں۔ چاہے وہ پاکستان کے ہوں۔ ہندوستان کے ہوں یا امرتسر و بنارس کے ہوں۔ اور اگر وہ ہمیں قادیانی کہتے ہیں تو قادیانی کے لفظ میں وہ سب مسلمان۔ ہندو اور سکھ بھی آجاتے ہیں۔ جو قادیان میں رہتے ہیں۔ یا رہتے تھے۔ وہ بھی گالیاں دینے والوں سے لڑیں گے۔ عرض مشرکین کو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے وقت محمد کا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ مذموم کہا کرتے تھے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرا نام تو محمد ہے مذموم نہیں۔ اس لئے یہ لوگ مجھے گالیاں نہیں دے رہے۔ "اللہ" کا لفظ بھی اسی رنگ کا ہے۔ لفظ "اللہ" کے کوئی معنی نہیں یہ لفظ معنی علم ہے کہ ایک ہستی کے لئے۔ لیکن علمیت کے اعتبار سے یہ لفظ صرف ایک وجود پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ یہ ایک ایسی ذات کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ جس میں کوئی عیب نہیں۔ اور وہ تمام صفات حسنہ سے متصف ہے۔ اور جب اس ذات کو

تمام صفات حسنہ سے متصف

تسلیم کیا گیا ہے تو وہ فائق بھی ہوگی۔ اور جب فائق ہوگی۔ تو اس کے معنی میں کہ جو بہتر ہے وہی ہے۔ اس کے بعد چلے گی۔ پس اللہ کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ ایسی ہستی پر جو تمام صفات حسنہ سے

متعفف اور تمام عیوب سے پاک ہے۔ اب اگر
 فسق صفت حسنہ ہے تو وہ بھی اللہ میں پائی جائیگی
 یعنی لوگوں کا خیال ہے کہ خدا تعالیٰ روح و مادہ
 کو پیدا کرنے والا نہیں۔ اگر وہ روح و مادہ کو پیدا
 کر نیوالا نہیں تو اس کے معنی میں یہ کہ روح مادہ
 پیدا کرنا اچھی بات نہیں۔ سالانہ خلق صفات حسنہ
 میں شامل ہے نقص پر دلالت نہیں کرتی۔ پس روح
 مادہ کو پیدا نہ کر سکتا ایک نقص ہے جو اولویت
 کے معنی ہے۔ پس اگر مادہ ہے تو لڑنا دنیا کی
 ساری چیزیں اسی سے پیدا کی ہیں۔ اور رب ساری
 چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہیں تو وہ اللہ
 کے بغیر کام کیا کر سکتی ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے ساری
 چیزیں کو پیدا کیا ہے تو وہ کچھ دیگا۔ تو وہ کام کریں
 گے۔ مثلاً اگر میں کوئی مکان بناؤں تو میں اس
 میں دروازہ بناؤں گا تو بنے گا۔ میرے بندے بنیر
 دروازہ نہیں بن سکتا۔ میں کھڑکی بناؤں گا تو بنے
 گی میرے بندے بغیر کھڑکی نہیں بن سکتی۔ میں اس
 میں طاقت رکھتا ہوں تاکہ طاقت رکھتا ہوں گا۔ آپ ہی
 آپ طاقت نہیں رکھتا۔ میں روشتندان
 بناؤں گا تو دشمن دان نہیں گئے۔ میرے بندے
 بغیر روشتندان نہیں بن سکتے ہیں جب اللہ کے
 لفظ کے نیچے خلق کی صفات آئیں۔ تو لہذا اس
 سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر کوئی کام کرتا ہے۔ تو اسی نے
 ہی کرتا ہے۔ پس بسم اللہ کے آگے

بہلا سوال

زمانہ کا آئے گا۔ اور دوسرا قدم رحیمیت کا
 یعنی جو چیزیں خدا تعالیٰ انسان کو دے گا
 وہی وہ استعمال کرے گا۔ اور وہ استعمال
 کرے گا تو کوئی نتیجہ بھی اس کا نکلے
 گا۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کسی دوسرے کو
 ایسی چیز دے جو اس کے کام نہ آنے والی
 زہرہ۔ مثلاً ایک جو دار ہے۔ اسے اگر بس دس
 من لوہا دے دوں۔ تو اس سے کوئی نتیجہ نہیں
 نکلے گا۔ ایک لوہا کو ایک تالی دیدن تو اس
 سے کیا نتیجہ نکلے گا۔ لوہا رکھ کر اپنے کام کو جاننا
 نہیں سکتا۔ کیا نانا اٹھائے گا یا ایک
 ڈاکٹر کو از ویل بجائے تانت اور باس دیدن
 تو وہ قالی مٹیاں رہے گا۔ پس وہی ہستی بے عیب
 سمجھی جائے گی۔ جو ایسی چیزیں دے جو دوسرے
 کے طاقتوں کے مطابق استعمال ہو سکتی ہوں۔
 دوسرے کمال کے لیے یہ ہیں ضروری ہے کہ جو چیزیں
 وہ دے وہ استعمال کے بعد اس کے لئے مفید بھی
 ہوں۔ فرق کر دو کہ ایک آدمی کام تو کر سکتا ہے۔ اور
 جو چیزیں اسے دی گئی ہیں۔ جو وہ استعمال میں
 لاسکتا ہے۔ مثلاً ایک جوہر ہے کہ ہم ایک تالی سے
 دیں۔ اب وہ تالی کو استعمال میں تو کر سکتے ہیں
 مگر وہ کپڑا بنائے۔ اور وہ کسی مہنت سے تو وہ

اس سے یہ نانا اٹھ سکتا ہے میں
 بہلا سوال
 یہ ہے کہ کیا شخص کو کوئی چیز دی گئی ہے۔ وہ اسے
 استعمال میں لاسکتا ہے۔ اور سوال یہ ہے
 کہ وہ استعمال کر کے نانا اٹھا سکتا ہے
 مثلاً ایک لوہا لوہا استعمال کر سکتا ہے لیکن اگر
 اس کے کام سے کوئی نتیجہ نہ نکلے۔ تو اسے کیا
 نانا دے سکتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر کو وہ یہ دے دو۔
 اور وہ استعمال میں لاسکتا ہے۔ لیکن اگر
 کوئی بیماری نہ ہو۔ تو کسی ڈاکٹر کی عقل ماری ہے
 کہ وہ ادویہ اٹھائے پھرے۔ یہ مہنت یہ ہو کہ ایک
 طرف ڈاکٹر ادویہ اٹھائے پھرے۔ اور دوسری
 طرف مٹاں چھو کرے۔ اور بیماریاں درست ہو
 جائیں۔ تو تو لوگوں کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ
 ادویہ کی قیمت ادا کرے۔ یہ نہیں۔ وہ ہاتھ کے
 پاس جائیں گے۔ اور وہ چھو کر دے گا۔ اور
 مرینی مندرست ہو جائیگا۔ انہیں کوئی رقم
 خرچ نہیں کرنی پڑے گی۔ صفت میں کام ہو
 جائے گا۔ پس یہ ساری چیزیں موجود ہونی
 چاہئیں۔ سامان بھی موجود ہو۔ پھر ان ہی اسے
 استعمال میں بھی لاسکتا ہو۔ اور استعمال میں
 لانے سے کوئی نتیجہ بھی مرتب ہوتا ہو۔ اور اسی
 پر لفظ رحیم دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
 بے انتہا طاقتیں انسان کو دی ہیں۔ اور یہ سب
 کچھ اس صفت رحیمیت کے تحت ہوا ہے مگر
 سادہ یہ وہ رحیم بھی ہے۔ وہ

کام کا اعلیٰ درجہ کا بدلہ

دیتا ہے۔ اور بدلہ دیتا ہے۔ اسے یہ معنی ہے
 کہ اس نے یہ سامان بھی کیا ہے کہ کام کے نتیجے میں
 انسان کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی آیت کے مفہوم
 سے مراد یہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی
 دی ہوئی نعمت سے کام لیتا ہے۔ زلف کر دیا ایک
 دو قدم جسے خدا تعالیٰ کے طرف سے اسے دولت
 ملی ہے۔ وہ اسے عیش میں لگا دیتا ہے۔ تو وہ
 دولت سے صحیح کام نہیں لیتا۔ کیوں خدا تعالیٰ کی
 صفت رحیمیت
 بتاتی ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ نے ملی ہیں انہیں
 صحیح طور پر تصرف اور استعمال میں لانا ضروری
 ہے۔ پس جب کوئی مومن بسم اللہ پڑھے۔ تو وہ
 دیکھے کہ کیا وہ ایسا کام کر رہا ہے۔ جس کا تقاضا
 شخص کی سڑ پڑھ سورد پیر یا سوار تنخواہ ہے
 وہ بانا رہتا ہے۔ اور پانچ سورد پیر کی افسوس
 فرید لاتا ہے۔ اب اگر وہ افسوس فرید تے وقت
 بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے گا تو اس کا نفس
 اسے حانت کرے گا کہ تو نے کیا کیا ہے کیا تو
 نے خدا تعالیٰ کی عبادت میں ہونے لگتی ہے کو اسی طرح

استعمال کیا ہے۔ کہ اس کا مفید نتیجہ نکلے جس کا
 رحیمیت تقاضا کرتی ہے میں جو چیزیں خدا تعالیٰ
 نے دی ہے۔ تم اسے صحیح طور پر استعمال کر دو۔
 خدا تعالیٰ کتابت صحیح کام وہ ہے جس کا میں
 کوئی بدلہ دوں۔ اب تم اپنی آمد سے زیادہ رقم خرچ
 کر کے افسوس فرید لو۔ اور

رحیمیت کے سامان

جسے کہہ سکتے ہیں کیا بدلہ دے گا۔ خدا
 تعالیٰ نے یہ ضرور کہلے۔ کھلوا و شربوا
 کھاؤ اور پیو۔ لیکن ساتھ ہی کہا ہے لا تسرفوا
 تم اسراف نہ کرو۔ وہ زمانا ہے۔ کھلو امن
 الطبیقات و احوال و اصرار الحیا۔ اگر تم رزق طیب
 استعمال کر گے تو خدا تعالیٰ تمہارے کام نیک
 بنادے گا۔ یعنی خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت
 سے جس کا ذکر بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ بنا
 دیا کہ خدا تعالیٰ کی صفت رحیمیت کے تحت
 دی ہوئی اشیاء کو اس رنگ میں استعمال
 کر دو۔ کہ اس صفت رحیمیت ظاہر ہونے لگے
 اس میں راز سے نیک کام آئے۔ ایک شخص کے
 پاس دانے ہیں۔ وہ بسم اللہ پڑھتا ہے۔ میں
 چلاتا ہے۔ وقت پر دانہ ڈالتا ہے اور پانی
 دیتا ہے تو ہم نہیں گئے اس شخص نے بسم اللہ
 پڑھی۔ اور اس کا حق ادا کیا۔ کیونکہ رحیم کے
 معنی یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی اشیاء کو

صحیح طور پر استعمال

کرے۔ اور اس نے خدا تعالیٰ کی عبادت میں ہونے
 چیزوں کو صحیح طور پر استعمال کیا۔ اس نے ہل
 پلایا۔ سہا کہ پھیرا۔ پانی کا دنت آیا تو پانی
 دیا۔ بیج ڈالا۔ اور صحیح دنت پڑھا۔ اب
 اسے رحیمیت بہت ساعدہ دے گی۔ لیکن ایک
 اور شخص ہے۔ وہ بسم اللہ پڑھتا ہے۔ لیکن
 ہل نہیں چلاتا یا اگر ہل چلاتا ہے۔ تو اسے اچھی
 طرح دبتا نہیں۔ پونہ زین سے اوپر ہل چلا دیتا
 ہے یا سہا کہ نہیں پھیرتا۔ پھر پانی دیتا ہے۔ تو
 در نہیں رکھتا۔ دانہ پیسے ڈال دیتا ہے۔ یا در
 سوکھ جاتا ہے۔ تو اس وقت بیج ڈالتا ہے۔
 ایسا شخص اگر بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس کا کیا
 فائدہ۔ فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور کہتے
 ہیں تم نے تو رحیمیت کی تک کر دی۔ خدا تعالیٰ
 کی صفت رحیمیت تو کہتی تھی۔ کہ تو ہل چلائے
 سہا کہ پھیرے۔ پانی دے۔ در صحیح موسم میں بیج
 ڈالے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ تم میری
 چیزوں کو اس طرح استعمال کر دو۔ کہ تمہیں اس کا
 بدلہ ملے۔ لیکن تو نے ایسا نہیں کیا۔ اگر تم اس
 طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو۔ تو تمہاری زندگی
 کے سارے اعمال درست ہو جائیں گے۔ ہر کام جو
 تم کرتے ہو۔ دیکھو کہ جس شکل میں تم اسے کرنے

لگے ہو۔ اس کے نتیجہ کا خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے
 یا نہیں۔ اگر نتیجہ کا وعدہ نہ آتا ہے تو کیا ہے
 تو ان چیزوں کا استعمال جائز ہے۔ اس میں
 صفت رحیمیت

بھی آگئی۔ اور صفت رحیمیت بھی۔ اگر تم دوسرے
 کا مال چرا کر استعمال کرتے ہو۔ تو صفت رحیمیت
 اڑ گئی۔ اور اگر اسے بے موقع استعمال کرتے ہو
 تو صفت رحیمیت اڑ گئی۔ اس قسم کی بسم اللہ پڑھنے
 کا نانا دہ کیا۔ یعنی جو بسم اللہ پڑھ کر پوری کرتے
 ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھنے سے برکت حاصل ہوتی
 ہے۔ لوگ ہمیں پکڑ نہیں سکتے۔ یعنی مالدار میں۔ وہ

دولت کا حفظ استعمال

کرتے ہیں اور ایسا کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں۔
 اب اس میں صفت رحیمیت تو ہے۔ مگر صفت رحیمیت
 کہاں سے آئیگی۔ اللہ تعالیٰ نے جو شرط رکھی تھی۔ وہ انہوں
 نے پوری نہیں کی۔ عیسائی لوگ لفظ رحیم پڑھتے ہیں اور
 رحمان نہیں پڑھتے۔ انہوں نے تو رحیمیت تو کسی اور
 درجہ سے چھوڑا ہے اور یہ بات ان کے عقائد کے مطابق
 ٹھہرتی ہے۔ لیکن ایک مسلمان کو تو کام ہے کہ جو طاقت اسے
 ملی ہے۔ وہ اقرار کرے کہ وہ طاقت اسے خدا تعالیٰ نے
 دی ہے۔ اور وہ اسے صحیح طور پر استعمال کرے تا اسے
 اس کا وہ بدلہ ملے جسے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ گویا
 ہر کام کا شرع اور آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا
 ہے۔ رحیمیت کے اندر آغاز کو بیان کیا گیا ہے اور
 رحیمیت میں انجام کو بیان کیا گیا ہے۔ پس بسم اللہ الرحمن
 الرحیم پڑھ کر مومن اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اس کا
 آغاز میں اور انجام میں خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
 اعمال خدا تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں۔

ہو الاول والاخر

وہ ابتداء کر نیوالا بھی ہے اور اسی طرح انجام بھی اسی
 کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ایک ایسی چیز ہے جس کے گرد کان چکر
 لگا رہا ہے۔ جسے حج کے ایام میں حاجی حجاز سے گزرتے
 لطواف کرتے ہیں۔ جہاں سے وہ چلنے لگتے ہیں اگر پنا
 پکرتے کرتے ہیں۔ اسی طرح بسم اللہ یعنی اس بات پر دلالت
 کرتے ہیں کہ ان خدا تعالیٰ کے ارد گرد پیکر گار ہا ہے۔
 وہیں سے یہ ابتداء کرتا ہے اور وہیں جا پڑتا ہے۔ جسے لطف
 نہیں دیا سے نکلتی ہیں اور دریا ہی میں جا پڑتی ہیں۔ پانی
 کو دیکھو خدا تعالیٰ نے زمین سے نکالتے پھر بادل کی صورت
 میں اسے اوپر اٹھاتا ہے۔ اور پھر بارش کی صورت میں نیچے
 گرتا ہے اور دریا پانی دوبارہ زمین میں چلا جاتا ہے۔ پھر
 دوبارہ خدا تعالیٰ اسے زمین سے نکالتا ہے اسی طرح یہ پانی
 چکر لگاتا رہتا ہے۔ رہت کو دیکھو۔ ایک طرف سے کنوئیں سے
 پانی نکالتا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف پھر کنوئیں میں ڈبنا
 شروع ہوتا ہے۔ یہی بسم اللہ کا حال ہے

حقیقی مومن

کا بھی جو خدا تعالیٰ نے نکالتا ہے اور خدا تعالیٰ میں داخل ہوجاتا ہے
 اس کا نانا اٹھانے کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ جسے یہ سبیل ہے
 دلیسا ہی مومن نہ زندگی ہوتی ہے۔

افکار و آراء

ہندوستان میں ہندی

اس مسئلہ کا ایک رخ جس پر مجھبی کے رائے "انڈین لٹریچر" نے اپنے تاثرات ظاہر کیے ہیں۔ ہندی ایک بڑی زبان ہے جس کی روایات شاندار ہیں لیکن اسے ہندوستان میں غیر ہر دلچزین بنایا جا رہا ہے۔ دو باتیں اس کا سبب ہیں۔ ایک یہ کہ اس زبان کو لازمی سرکاری زبان بنا کر دوسری زبانوں پر مسلط کیا گیا ہے جو اتنی ہی بڑی بلکہ زیادہ قدیم ہیں۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ نئی پہلی کے جاہل اقتدار باشندوں نے اس زبان میں راسخ و بھاشا کے نام سے تمسخر و کجتر جیسی پیدا کی ہیں۔ دستور کے ہندی ترجمہ کے لئے تو عام طور پر شہنشاہی نام ادیبوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ جو اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ وہ ترجمہ ہندی کے ایسے بڑے کامیوں نے بھی پسند نہیں کیا۔ جسے کہ جمہوریت ساہولی مشکر تیار ہیں۔ اسی طرح آل انڈیا ریڈیو میں جو زبان بولی جاتی ہے وہ اس قدر مصنوعی اور دامنیت ہے کہ شمالی ہند کے اکثر لوگ اس کے مقابلے میں پاکستان کے ریڈیو کو سننا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح جنوبی ہندوستان میں گودرا اور سیلون کا ریڈیو زیادہ سننا جاتا ہے۔

اس مصنوعی زبان کی تازہ ترین مثال جو دوسری مثالوں سے بھی بڑھ گئی ہے وہ ہے کہ اب ہندی میں جو مٹی آرڈر کا نام چھاپے گئے ہیں اور نہایت تمسخر انگیز ہیں۔ ان میں پوسٹ آفس کا ترجمہ عام فہم ڈانک فائنڈ کے بجائے "ڈانک گر یا بیا" کیا گیا ہے۔ ایسے سادہ الفاظ جسے کہ تاریخ "اور" "ہیر" وغیرہ ہیں اور عام طور پر سمجھے جاتے ہیں اور ہندی کی ہر کتاب اور ڈکشنری میں عام طور پر پرنے جاتے ہیں اب اس طرح بدے گئے ہیں کہ "تاریخ" "دشک" "ہیر" اور "نہر" بد رنگ ہو گئی۔ اسی طرح "کر" اور "پے ای" اور "ویٹر" جیسے عام الفاظ نے یوں چولہا بدلا ہے کہ کھڑک کو کھڑک نہیں رکھا حالانکہ اس سے زیادہ عام فہم کوئی لفظ نہیں اور "پے ای" کا سادہ ترجمہ "پانے والا" اور "ویٹر" کا ترجمہ "پھینچنے والا" چھپ نہیں کیا گیا بلکہ ان کے بجائے کھڑک تو "پیکٹ" ہو گیا اور پھینچنے والا

"پرائیویٹ" ہو گیا اور "پائے والا" "پرائیویٹ" بن گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ مٹی آرڈر کا نام بھی سنسکرت کی ایک دستاویز بن گیا۔ یہ توڑ پھوڑ صرف اس لئے کی جا رہی ہے کہ جو اردو کے لفظ عام طور پر استعمال ہو رہے ہیں وہ نکالے جائیں۔

زندہ لفظوں کو زبان سے نکالنے اور ان کے بجائے مصنوعی یا مردہ لفظوں کو دانش کرنے کی کوشش نہایت سخت رسالے اور وہ قدامت پرستی کا ثبوت ہے۔ اس کے معنی تو ہیں کہ زبان کی قدرتی ترقی کے اس عمل کو پسپا کر دیا جائے جو صدیوں سے جاری ہے۔ وہ لوگ جو یہ کر رہے ہیں خواہ وہ کچھ ہی کہیں ہندی کے بہتر حال نہیں ہیں وہ لوگ جو اہل ملک کو ان کی روٹی اور آزادی سے محروم کرتے ہیں ان کی زبان کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اب یہ کام ہندی بولنے والے ترقی پسندوں اور خصوصاً اہل قلم اور تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے کہ وہ ہندی زبان کی حفاظت کریں اور ایسا وہ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ حاکمانہ اقتدار کے حلقوں کا قدامت پرستانہ و کونو کو نہ رد نہیں جو وہ سیاست، سٹیج اور زبان کے معاملے میں کر رہے ہیں۔ اخبار ہماری زبان عملی گویا ہے یکم دسمبر ۱۹۵۲ء

سوال و جواب

مجھبی میں ایک ہفتہ مارا اخبار "وطن" بھارتی زبان میں زیر ادارت مکرم جناب سیف صاحب پالمیری شائع ہوتا ہے۔ جناب سیف صاحب ایک روشن خیال اور قابل آدمی ہیں۔ اس اخبار کی - ارٹھی ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں جماعت احمدیہ کے بارے میں ایک سوال اور ایڈیٹر کی طرف سے جواب شائع ہوا ہے۔ یہ سوال وجوہ ہمدردی ناظرین ہیں۔ سوال: جناب فرید احمد صاحب پونا۔ پاکستان میں قادیانی اپنے مذہب کی زور و شور سے تبلیغ کر رہے ہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور پاکستان میں کیا قادیانی مذہب والے بڑے بڑے عقوبدوں پر ہیں؟ جواب: "وطن" ہر ملکہ گوانسان کو مسلمان بناتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے

"وطن" کے خیال میں وہ پکا مسلمان ہے۔ خواہ وہ مسلمان قادیانی ہو۔ خواہ وہ ہانی۔ خواہ مشیو اوڈ خواہ سنی ہو۔ اس قسم کا سوال پوچھ کر فرقہ بندی اور فرقہ پرستی کو ظاہر کرنا ہماری پالیسی کے خلاف ہے۔ "وطن" ان جھگڑوں کو نہیں مانتا۔ یہ کام تو ان لوگوں کا ہے۔ جو اسلام کے دشمن ہیں۔ فرقہ پر داڑھیں۔ وطن ایسی فتنہ پردازی سخت مخالف ہے۔ اور اس سے بہت بری نظر سے دیکھتا ہے۔

پاکستان میں قادیانی مذہب والے بڑے عقوبدوں پر ہیں۔ اس کے متعلق "وطن" کہہ چکا ہے کہ کوئی جواب نہیں۔ کیونکہ "وطن" ایسی فرقہ بندی اور فرقہ پرستی کو مانتا ہی نہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ پاکستان میں قادیانی مذہب کا زور و شور سے پیر چار ہو رہا ہے تو اس کا یہ جواب ہے۔ کہ قادیانی مذہب کا تو پیر چار نہیں ہو رہا۔ مگر قادیانیوں کے خلاف کچھ عرصہ پہلے کافی پورچا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے پاکستان میں بالخصوص ہریانہ، اٹک، لاہور، لاہور، لاہور اور پنجاب، مگر اسلام کو شرمندہ کیا۔ اب اگر اعلیٰ ذرا بھی شعور و حیا رکھتے۔ تو اس کے بعد وہ اب کبھی فرقہ بندی اور فرقہ پرستی میں دلچسپی نہ لے۔ پاکستان میں فرقہ بندی سے زیادہ "ملاں ہندی" ہو گئی ہے۔ ایک ہے "شراب ہندی" جو صرف ایک انسان یا ایک نڈان کو خراب کرتی ہے۔ مگر ملاں ہندی اور ان کی فتنہ پردازی تو ساری قوم کو غرق کر رہی ہے۔ اور اب ساری قوم اور سارے ملک کو تباہ و برباد کر سکتی ہے۔

ترجمہ از اخبار "وطن" بھارتی صک مجھبی، ارٹھی ۱۹۵۲ء

مولانا مودودی کا حشر

کامپو سے خبر ملی ہے کہ جماعت اسلامی کے بانی و صدر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی موت کی سزا دے دی گئی ہے۔ ان پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا تھا اور ان پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے قادیانی فرقے کے خلاف اشتعال دلانے والے فتوے شائع کئے۔ اور انہیں مرتد قرار دیتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ مرتد کو قتل کر دینے کی فاضل ہدایت دی گئی ہے۔ مولانا مودودی بانی باقر آدمی تھے۔ تقسیم ہند سے پہلے پورے ہندوستان میں کیشیت ایک باہمی عالم کے ان کی قدر کی جاتی تھی۔ اور یہ بھی ان کے باخبر ہونے کا ہی ثبوت

ہے کہ ان کے حکم کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تشدد آمیز فتنہ گر دی ضرور ہو گئی۔ تقسیم کے بعد مولانا مودودی کے طرز عمل سے بہت سے لوگ ان کے خلاف بھی ہو گئے تھے۔ انہوں نے تلے اور پھر ایسے فتوے جاری کئے جنہیں غیر مسلموں کے علاوہ خود مسلمانوں نے بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا تھا۔ حال کے طور پر ایک فتوے انہوں نے یہ دیا کہ خدا کے دنوں میں جو غیر ذوق کی عورتیں اور لڑکیاں اغوا کی گئی ہیں وہ اسلام کی رو سے قطعاً جائز ہے اور انہیں ہرگز واپس نہیں کرنا چاہیے۔ مولانا مودودی کے اس فتوے سے پورے ہندوستان بلکہ ہندوستان کے ابھر بھی غم و غصے کی لہر پھیل گئی۔ اور لوگوں کی سمجھ میں آنا تھا کہ اسلام ایسی ظالمانہ حرکتوں کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ مولانا مودودی کا دوسرا فتویٰ جس نے انہیں اور بھی غیر مقبول بنا دیا تھا کہ اسلام جاگیر داری کی پوری اجازت دیتا ہے اور جاگیر داری ختم کرنے کا مطالبہ سزا سرخرا اسلامی ہے۔ آج دنیا میں جبکہ ہر جگہ جاگیر داری ختم کر کے یہ نعرہ لگایا جا رہا ہے کہ زمین اسی کی ہونا چاہیے جو اس پر کاشت کرتے ایسی جماعت ہندوستان کہنے والا کس طرح سے مقبول رہ سکتا ہے؟ اسلام نے تو یہ کہا ہے۔ کہ زمین خدا کی ملکیت ہے۔ اس کا پھل کھانے کا حق صرف اسی کو ہے جو اس پر محنت کرتا ہے۔ اور یہ اصول جاگیر دارانہ نظام کی قطعی مخالفت کرتا ہے۔ لیکن مولانا مودودی نے مغربی پنجاب کے جاگیر داروں کی خاطر اس قسم کا فتویٰ افسوس دیا۔ اس لئے کہ انہیں اپنی بیداری چیلانے کے لئے ان کی مدد اور ان کے روپے کی ضرورت تھی۔

پاکستان میں جمہوری بنیادوں پر جو بھی اقدام کیا گیا۔ مولانا مودودی نے اس کی سختی کے ساتھ مخالفت کی۔ وہ چاہتے تھے کہ پاکستان میں مولویوں کا راج قائم ہو جائے۔ جس کے بیڈر وہ خود ہوں۔ حالانکہ آج کی دنیا میں کسی ملک میں ایسی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ یہی وہ بات تھی جسے پاکستان کے لئے بھی بار بار تشدد اعظم نے کہا تھا۔ پھر پھر ان کی زندگی میں اس طبقے کو جزا نہیں ہوئی کہ ذرا بھی سر اٹھاتا۔ لیکن ان کے انتقال کے بعد یہ فتنہ کھڑا ہوا اور خواجہ ناظر احمدین کے زمانہ میں تو انہوں نے وہ دھبہ گاشتی بھائی کہ پاکستان کو تباہی کے کنارے لاکھڑا کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ فوجی عدالت کے اس فیصلے سے ان لوگوں کو افسوس ہونا چاہیے مولانا مودودی کو کیشیت عالم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن انہیں جاننا چاہیے کہ مولانا مودودی کا جو کام اتنا شدید ہے کہ کوئی ملک کو کھول سکتا ہے اور کوئی قانون سے معاف نہیں کر سکتا۔ انہوں نے یہ

اس سے مراد انہیں دی گئی تھی۔ اور ذرا مہم جوئی کے لئے انہیں آگے بڑھنا

حضرت سید عبدالرشید صاحب سکندر آباد کی طرف سے اس سال شائع شدہ لٹریچر

- ۱) صاحب کی اطلاع کے لئے یہ نہرست شائع کی جاتی ہے۔ دوست اپنی اپنی جگہ ماٹروہ میں کہ اشاعت لٹریچر میں ان کی جماعت کا کیا حصہ ہے۔ (راہداریٹ)
- ۲) ندیکاشن آف دی پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۳) دی ڈائن ٹیچنگ پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۴) دی ڈائن ٹیچنگ پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۵) جیوزس کرائس پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۶) جیلنگ تمام اقوام کے نام پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۷) سینڈنگ مریکین پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۸) ڈائیورسین پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۹) پراسٹیا سگری پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۱۰) مسلمان پر پرائنٹ آف اسلام انگریزی ۲ ہزار
- ۱۱) نماز ستریم اردو چار ہزار
- ۱۲) مقامات انشار اردو ۲ ہزار
- ۱۳) چار صدقوں کا انکشاف اردو ۲ ہزار
- ۱۴) دونوں جہان میں فلاح پائیکلی ماہ اردو ۲ ہزار
- ۱۵) اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں اردو ۲ ہزار

ہیبلی علاقہ بمبئی میں یوم تبلیغ

اگر یہ اجتماعی رنگ میں تبلیغ کے لئے دن کو مخصوص کرنا تو مرکز کی طرف سے ضروری ہوتا ہے لیکن اگر تبلیغ کی اہمیت کو مد نظر رکھا جاوے تو جماعت کا بھی زمین ہے۔ اپنے ماحول کو مد نظر رکھتے ہوئے انفرادی پروگرام بھی مرتب کر کے اس پر عمل پیرا رہے۔ ہماری جماعت کو قائم ہونے صرف آٹھ ماہ ہوئے ہیں۔ خدا کے فضل سے اس وقت تک ہم باقاعدہ پروگرام کے ماتحت دو دفعہ اجتماعی رنگ میں یوم تبلیغ منائے ہیں۔ (درآمد شدہ خد آں دی ہوفا توفیق کے ماتحت ہر ماہ کے آخری اتوار کو باقاعدہ یوم تبلیغ منایا جائے گا۔ درماتو خیفنا لا باللہما۔

تیس ماہ ہمارے پروگرام مرتب شہر بمبئی تک ہی محدود تھا۔ تین گروپ بنائے گئے تھے۔ ایک گروپ بائیسکالوں پر مشتمل تھا۔ اس کے فضل سے ہمارے پہلے پروگرام جہاں تبلیغ حق کے لئے مفید رہا وہاں ہمارے اندر بھی ایک نیا جذبہ پیدا کرنے کا باعث ہوا۔ جسے آگے بڑھنے سے سب احباب دارال تبلیغ میں جمع ہوئے اور دو رکعت نماز نفل باجماعت ادا کرنے کے بعد اپنے بھولے اور روٹھے ہوئے بھائیوں کو راہ حق دکھانے کے لئے نکل پڑے۔ اس کے بعد ہمارا درسا یوم تبلیغ ہیبلی کی جگہ قریب میں ہی ۱۳ میں کے خاندان پر ایک شہرہ صاڈ ڈانڈ ہے پڑا جو ہمارے علاقہ ڈسٹرکٹ ہیبڈ کو اثر ہے۔ وہاں زیادہ تعلیم یافتہ طبقہ رہتا ہے۔ صاحب انتظامت احباب اپنے اپنے خرچ پر بڈریج ریل پیچھے اور ایک چار افراد پر مشتمل گروپ بائیسکالوں پر روانہ ہوا۔ وہاں بھی سب سابق تین گروپ بنائے گئے۔ یہ امر نہایت ہی خوشی کا باعث ہوا کہ ہمارے دوسرے یوم تبلیغ میں ہمارے ایک مخلص غیر احمدی دوست نے بھی حصہ لیا۔ جو صرف ایک اعلیٰ عہدہ پر پائش یافتہ ہیں۔ پشایچہ دھار ڈوار کے دکا ما اور دوسرے اعلیٰ طبقہ کے لئے مکرّم مولوی مبارک علی صاحب فاضل تبلیغ ہیبلی۔ مکرّم حکیم عبدالرزاق صاحب سیکرٹری امور عامہ کو متذکرہ بالا دوست کے ساتھ لگا دیا گیا۔ اور مکرّم حضرت صاحب جنرل سکرٹری دادالہائی صاحب۔ محمد حسین صاحب کربلی اور مولوی محمد دم صاحب دیہاتی صاحب کا ایک گروپ دھار ڈوار کے بازاروں کے لئے مقرر کیا گیا۔ اور مکرّمی عبدالرزاق صاحب کتور پریڈیٹنٹ اور جناب حمید الدین صاحب۔ فاکار اور افضل فار صاحب کو محلہ جات کے لئے مقرر کیا گیا۔ افتتاح پر عموماً ہر ایک گروپ کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ الحمد للہ اس دفعہ حضرت صاحب جنرل سکرٹری کا گروپ کام کے لحاظ سے اول نمبر پر اور مکرّمی مولوی مبارک علی صاحب کا گروپ دوسرے نمبر پر رہا۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو ہمارا تیسرا گروپ بھی خالی ہانڈے واپس نہیں آیا۔ ان کے ایک محلہ میں ہمارے ایک غیر احمدی دوست دو ماہ سے زیر تبلیغ ہیں۔ ایام الصلح۔ دعوت الایمیر۔ پیغام احمدیت اور باقی دوسری کتب کا مطالعہ کر چکے تھے۔ وہ آمادہ بیعت ہوئے ہیں۔ اور پچھ روز تک باقاعدہ دفتر میں آکر بیعت کر لینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ احباب جماعت اور درویش قادیان سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرمائے۔ اور جلد از جلد اس علاقہ میں احمدیت کی ترقی ہو۔ یہ علاقہ خصوصاً کرناٹک باجوہ احمدیت کے قریب ہونے کے حقیقت سے دور ہے۔ اور مختلف جماعتوں کا فکار ہوتا رہا ہے۔ جو اپنے آپ کو احمدیت کی شاخ کہتے رہے ہیں۔ اس علاقہ میں احمدیت کی صحیح تصویر کو پیش کرنے میں مکرّم سے کوتاہی نہ ہوگی اور ہمارے شامت اعمال خالص ہونے کی امید ہے کہ بہت جلد یہ لوگ فدائے گائے کے اس زمانہ کے نور سے منور ہو جائیں گے۔ ہم مرکز کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ہمیں ہر رنگ میں تبلیغی سہہ لیتیں ہم سنبھالی ہیں۔ عنقریب پیغام احمدیت Tenage 3. A کے ساتھ ۱۶.۵۰۰۰۰ of Ahmadia کے کنری میں شائع کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ پہلا پیغام مسلمانوں کے نظریہ کو مد نظر رکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ اور دوسرا پیغام ہندوستان کے موجودہ ماحول کے مد نظر ہر رنگ میں مفید رہا ہے۔ جزا ہم اللہما احسن الجواز۔

Shah. Aladun malni padaswala
سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ ہیبلی ۵/۶

ملفوظات حضرت سید موعود علی الصلوٰۃ والسلام

لفظ رمضان کے معنی

رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا۔ اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ درمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔ (الحکم جلد ۱۱ پر ۱۴ جولائی ۱۹۵۳ء)

ربیع مورخہ ۱۱ ۵۳ - چھٹی ۱۱ ۵۲
مخترہ سقاہاتی کا کو صاحب جو کہ پرانے مکتوب شہری فائدہ سے تعلق رکھتی تھیں آج رات وفات پا گئی ہیں۔ ان اللہ انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی صحت عموماً سے کمزور رہی تھی۔ تین چار دن کی توشیح تک علالت کے نتیجے میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ خاندان میں ان کا جنازہ غالباً پڑھنے کا انتظام فرمایا جائے۔ کیونکہ مرحوم پرانی مخلص خادمہ تھیں اللہ اس کو غریق رحمت کرے اور سپرد گن کا عافیت دلا دے۔ فقط والسلام (درست حضرت) مرزا بشیر احمد صاحب

دعا کے منقوت۔ میرے فاضل مکرّم چوہدری فضل احمد صاحب سابق پٹواری گورداس سنگھ مورخہ ۵۳ کو بوجہ فاجیہ میں فوت ہو گئے ہیں۔ ان اللہ انا الیہ راجعون۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعا کے منقوت زیادہ سے زیادہ جازہ غالباً ہی۔ زبانی محمد مسیح عابد قادیان۔

ضروری تعلیم۔ ہندوستان میں بنیاد ہر دار گرجی شکر صاحب باجہ کی آمد کے بعد میں تواریخ ۱۰ اپریل اور ۱۱ اپریل خلیل سے مکھی تھی ہیں۔ اپریل کی بگ ماہ مئی ہے۔ اسی طرح سید اقبال شاہ صاحب بھی بجائے ۲ اپریل کے ۳ مئی کو تشریف لائے اور ۱۱ مئی کو واپس تشریف لے گئے۔

فتد ابانی سلسلہ مجددیہ اور بہت دھرم

از مکرم بہاشہ محمد عسکر صاحب مبلغ سلسلہ مجددیہ

(۱۳)

साधुनां विनाशात् च दुष्कृतो विनाशात्
धर्मसंस्थापनाय (सहस्र) सुतो षो
सम्भवात् ॥

ارتقا۔ سادھوؤں (رگایوں) کی، کھٹا اور
دُشمنوں کے ناش کرنے کے لئے تمہارا دھرم کو قائم
کرنے کے لئے میرے کسی اوتار کو بھجئے ہیں اور
میں ہوں گے۔

مذہب بلادہ نون صفات کو دھارن کر کے
ورتمان بگ کے اوتار بھگوان تادیان کا پرادر
بھاؤ ہو۔ بیکہ بھگوان نے اپنے شیدوں میں
زیبا ہے۔ جو کہ اوپر لکھے جا چکے ہیں۔ پس جماعت
احدیہ کا یہ دشوار ہے کہ بھگوان مرزا غلام احمد
جی تادیان میں جس طرح تمام نبیوں کے گن گئے
اور تھابت جو سی اللہ فی حلال الانبیاء اور تھابت

پر ماکا کابور۔ اوتاروں کے دین میں ہیں۔ ان
میں تو گن جو کہ کھنچتے ہیں۔ اوتاروں میں تھے۔ وہ
ان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ جو گن بھگوان رام
میں تھے جو صفات بھگوان کرشن کی ہیں۔
تمہارا گن آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔
آدی اوتاروں میں پائے جاتے تھے وہ سارے
کے سارے آج ان میں وہ دیکھ مان ہیں پس ہم یہ
انتے ہیں کہ جو آپ تمام انبیاء و علیہم السلام کے
گن تھے تبھی ان کے بروز اور پرتی تھے۔

ہم یہ نہیں مانتے کہ یہ اوتار بھجتم دھارن کر کے
آئے تھے۔ پس مرزا صاحب کا دعویٰ کہ مجھ میں
بھگوان کرشن کی صفات موجود ہیں۔ یہ اس
لئے نہیں کہ بھگوان کرشن کا نام ہو پر تو صرف
اس لئے تاکہ مسلمانوں کو بتایا جائے کہ بھگوان کرشن
بھی پرتا تھے عظیم الشان اوتاروں میں سے تھے۔
اور ان کا ماننا مسلمانوں کے لئے فردی ہے۔
چنانچہ واقعات بتاتے ہیں کہ حضور کے اس
دعویٰ کی غیر متعصب بندوں نے قدر کی ہے
بیکہ شری پنڈت آتام رام شوخ اپدیشک آل
انڈیا سنا سن دھرم سمجھانے اپنے ایک لیکچر میں

جو کہ سوسا۔ دہلی میں شائع ہوا ہے کہ
۱۔ "میرزا غلام احمد تادیان نے اپنے میں
بھگوان کرشن کے آدیش کا دعویٰ کیا
تھا۔ اس سے کم از کم اتنا تو ثبوت مندا
ہے۔ کہ مرزا صاحب مرحوم بھی بھگوان
کرشن کی نقاریں اور عظمت کے زائل تھے۔
(سوراجیہ دہلی ۵ اپریل ۱۹۳۲ء)

۲۔ خدائے مجھے تمام انبیاء و علیہم السلام کا
مظہر بھجریا ہے اور تمام نبیوں کے نام
میری طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ میں آدم
ہوں۔ میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں۔
میں اسحق ہوں۔ میں اسمعیل ہوں۔ میں
یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد
ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں
یعنی میں خیر پر محمد اور احمد ہوں۔
(حقیقتہ الہی ص ۱۳)

پھر آپ نے ہندو فہمیشوں کے تمام ایلامیک
شہنشاہ دیا جس میں آپ فرماتے ہیں کہ
"خدائے نے کائنات میں بارہا
اس بات پر اطلاع دی ہے کہ آریہ
قوم میں کرشن نام ایک شخص جو گذرا ہے
وہ خدا کے برگزیدوں اپنے وقت کے
نبیوں میں سے تھا۔ اور ہندو دس میں
اوتار کا لفظ درحقیقت نبی کے ہم
معنی ہے اور چند سڑک کا تادیان میں
ایک پیشگوئی ہے اور وہ بیکہ آدی
زمانہ میں ایک اوتار آئے گا جو کرشن
کی صفات پر ہوگا اور اس کا بروز ہوگا
اور میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ میں
ہوں۔ کرشن کے دو صفات ہیں ایک
رُدر یعنی درندوں اور سوروں کو
قتل کرنے والا یعنی دلائی اور شاہوں
سے۔ دوسرے گد پال یعنی گائیوں کے
پالنے والا۔ یعنی اپنے انفس سے
نیکیوں کا مددگار اور یہ دونوں صفاتیں
یک موعود کی ہیں۔ اور یہی دونوں صفاتیں
خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہیں۔
رعاشیہ تحفہ گوڑویہ ص ۱۳۴

"کرشن کی دو صفات"
چنانچہ جب ہم گینانا سوادھیائے کرتے
ہیں اس میں بھگوان ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے
اپنے ان دونوں گون کا درن کرتے ہیں چنانچہ
آپ فرماتے ہیں:-

विनाशात् साधुनां विनाशात्
च दुष्कृतानाम् ।
धर्मसंस्थापनाय (सहस्र) सुतो षो
सम्भवात् ॥ (सहस्र)

۲۔ پنجاب کے تین مسلمان جو کہ احمدی
کے ساتھ سنبھد رکھتے ہیں سنیہ بگ
کے دفتر میں بدھارے ان سے بات
چیت کے دوران میں معلوم ہوا کہ مسلمانوں
کا فرقہ بھگوان رام اور کرشن کو پر ماکا
اوتار مانتے ہیں اور ان کا سنکار کرتے
ہیں۔ نیز انہوں نے بتایا کہ بھگوان لکھنک
کلک اوتار کا اوتار ہو چکا ہے جس کا نام
شہنشاہ میرزا غلام احمد جو لیباراج ہے
ہم چونکہ اس سے زیادہ پرہیت
ہیں اس لئے اس پر لکھنائی الحال کھنچے
بیکہ ایک بات جس کا ذکر ناہروری ہے
وہ یہ کہ شری۔ زاجی نے اپنے تپیل
سے مسلمانوں میں سے ایک۔ کو ملام
اور کرشن منوالینا سند یہ بڑا تپ ہے
جو کہ پر ماکا کے ہا پرشوں کے بغیر کہیں
نہیں پایا جاتا۔ رستہ بگ اپریل ۱۹۳۲ء

ورتمان بگ اور اوتار

پھر جب ہم موجودہ زمانہ پر درستی ڈالتے
ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب
جو کہ کسی نہ کسی رنگ میں اوتار کے جنم دھارن
کرنے کے سدھانتی ہیں یہ دشوار رکھتے ہیں کہ
ورتمان بگ ہی اوتار کے پرادر بھجوتے کا
لکھنک۔ ع۔ عیسائی۔ مسلمان۔ بدھ۔ سنبھد
یہودی انفرس دنیا کے تمام دھرم اپنے اپنے
دھرم پشتوں کے بتائے ہوئے نیم الزمار
موجودہ زمانہ میں ہی ایک اوتار کے منتظر ہیں۔
ان کا دشوار ہے کہ وہ جن کو دھرم پشتوں
نے اوتار کے جنم دھارن کرنے کے بیان کئے
تھے وہ تو پورے ہو چکے ہیں۔ پرنتو اب تک
بگوان نے جنم دھارن نہیں کیا۔ چنانچہ میں
پر تیک دھرم کے پرسدھ دو واؤں کی رائے
یہاں لکھنا مناسب سمجھتا ہوں جن کا دشوار اس
ہے کہ موجودہ زمانہ ہی اوتار کے جنم لینے کا ہے
عیسائی۔ چنانچہ عیسائی ہیبتا ورتمان بگ میں بھگوان
سے اوتار دھارن کرنے کی پارتفا کرتے ہوئے
فرماتے ہیں کہ:-

"جس قدر بے دینی اس دنت دنیا میں پائی
گئی ہے یقیناً تاریخ عالم میں اس کی نظیر
نہیں ملے گی۔ مدد کیوں جاتے ہو۔ ہندوستان
کو ہی لو۔ تو دیکھو گے کہ عیسائیت
کا کھنڈہ زور ہے اور بدعات جدیدہ
کا ہر طرف شور و شرعے تعلیم یافتہ شہر کا
کلیسیا دیں سے خوف نظر آتے ہیں صدیوں
کے مذہبی مسلمات سے بیزار اور نئی بیبتوں
کے شہماہر و لادادہ ہوتے جاتے ہیں۔"

قوم قوم میں دشمنی پائی جاتی ہے۔ ایک فتنہ
ابھی بیٹھتا نہیں کہ دوسرا سر اٹھاتا ہے
ہری اور باؤں سے کال در بھو چاؤں
سے کون سا ملک غیر متاخر ہے گھر گھر میں
باپ بیٹوں میں بھائی بہنوں میں مان
بیٹیوں میں محبت مفقود ہے۔ اوتار کی
حوت جاتی رہی ہے ہاں سینا اور تھینڈ
سجوں سے ضرور پڑھتے ہیں۔ وہ مذہبی
چوپان کہ جن کے شانوں پر کلیسیا کی روحانی
ذمہ داریاں ہیں۔ کتاب مقدس کو محترم
بتا کر اپنے گلے کی بھڑوں کو گراہ کر رہے
ہیں۔ خود اندر ہی کی مجرمانہ پیدا کتنی کے۔ اس
کے سمجھوں کے اور کن رہے کے اس کی قیامت
اور سعود کے وہ منکر میں اور حق تو یہ ہے کہ
یہ نام نہاد خاندان دین ہی کلیسیا میں موجودہ
مردنی اور انحراف کے ذمہ دار ہیں یہی نشا
آشنائی کے ہیں۔"

دیساج رسالہ منقرہ وقت معتمد پادری
ایم۔ ایف نجم الدین لاہور۔

اہل السلام اور موجودہ زمانہ
دوسرا مذہب جو کہ ایک مصلح اور اوتار کی پرکشت
کو رہا ہے وہ اسلام ہے عیسائیوں کی طرح مسلمان
بھی موجودہ زمانہ میں ایک مصلح مہمانی کا راستہ
دیکھ رہے ہیں۔

سید سلیمان ندوی کی رائے۔ چنانچہ سید سلیمان
شاہ صاحب ندوی آپ نے ایک لیکچر میں جو کہ انہوں
نے حمایت اسلام لاہور کے جلسہ پر دیا تھا فرماتے
ہیں کہ:-

"میرزا سے تو یوں گے دیہاتی لوگ باہم
کت مرسے مولوی بھی جنگا مشتی میں رہے
امیر تھی ان گزبوا ایٹوں پر کہ عیسیٰ باہم ملا دیں
گے۔ مگر خدا کی قدرت اگر ہم میں بار اٹھاتا تو
ان میں بلیک پیدا ہو گیا۔ اب مسلمانوں کا کیا
بے مولوی الگ تباہ ہوئے تعلیم یافتہ بد
منظرب رہے خسر الدین والد دنیا کی
نوبت آچکی۔ جاری دعا میں بھی تو اب
کوئی اثر نہیں رہا نہ معلوم کیا بات ہو گئی
ہے کہ میرنگ واپس آ رہی ہیں۔ جاری بیماری
کا علاج یورپ کے ڈاکٹر نہیں کر سکتے۔ آخر
سب طرفوں سے نا امید ہو کر پکار اٹھے ہیں
کہ سہ

۱۔ سہ سہ پر وہ شرب بخواب
خیز شد کہ مشرق و مغرب خواب
۲۔ معصوف نطرت حضرت خواجہ م حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب کی رائے اس نظامی
صاحب دہلی اپنے ایک مضمون میں فرماتے ہیں کہ

یہ رسالہ ظہور امام علیہ السلام کی آخری اطلاع ہے اس کے بعد کسی دعوت اور اطلاع کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیونکہ انتظار کا وقت ختم ہو گیا ظہور کا وقت آگیا۔ ہم اپنے مذہب آثار و قرائن اور علامات کی بنا پر پہلے ہی کہہ رہے ہیں کہ ظہور امام الزمان کا یہی زمانہ ہے۔ غیر اقوام کی تحریریں تو اس وجہ سے درج کی گئی ہیں تاکہ مسلمانوں کو بھی معلوم ہو جاوے کہ اس وقت غیر مسلم اقوام بھی امام الزمان کی آمد کی انتظار کر رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ پیدا ہوں گے کسی کا عقیدہ ہے کہ وہ موجود ہیں۔ مگر پوشیدہ رہتے ہیں اور اب یہ زمانہ ان کے ظہور کا ہے۔ اس واسطے میں دنیا بھر کے اسلامی تاجداروں اور علماء و مشائخ و مجتہدین و سیاسی لیڈروں کو اطلاع دینا ہوتا ہے کہ وہ حضرت امام کے غیر مقدم کے لئے تیار ہو جائیں نیاری نسل و جہاد کی نہیں بجا حضرت امام کے قبول کرنے کی اور ان کی برکات سے فیض یاب ہونے کی کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ شیطان ان کی آمد کے بعد لوگوں کو بھکائے گا۔ اور طرح طرح کے مفاسد ڈالے گا تاہم صفت اطاعت امام کی سعادت سے محروم رہے مگر دینوں میں آپکا ہے کچھ ایسے شقاوت تاب توگ بھی ہوں گے جو حضرت امام کا انکار بھی کریں گے اور ان کے فیض عام سے محروم رہ جائیں گے۔

مسٹر انجینیئر کی رائے کی اسی عبارت

لیڈر شریفی بسنی دیوئی نے بھی اپنے ایک مضمون میں انہی چاروں کا اظہار کیا تھا چنانچہ آپ لکھتی ہیں کہ:-

”اگر گذشتہ زمانہ میں فدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی شخص اصلاح قوم کے لئے آتا رہا ہے تو اگر موجودہ زمانہ میں اس غرض کے لئے کوئی آئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہ معاملہ ایک عجیب بات ہے کہ چند سالوں سے لوگوں کا رجحان اسی طرف ہے کہ فدا کی سے کسی آنا چاہئے کیونکہ لوگوں نے دیکھا کہ دنیا میں کوئی نظام نہیں رہا۔ باوجود دولت اور سامان عیش و عشرت کے ترقی کر جانے کے غربت اور مصیبت ترقی کرتی جاتی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ فریبوں کے آنسو بادشاہوں

کے تحت اُلٹ دیتے ہیں جو کی نظر وسیع تھی انہوں نے فوراً بھانپ لیا کہ موجودہ زمانہ میں فدا کی طرف سے کوئی ہی آئے جو کہ لوگوں کو خود غرض اور نالج کے حق و حق صحراؤں سے نکال کر محنت اور اخوت کے خوشگوار باغوں میں لے جائے۔۔۔ پس عیسائیوں کو بھی اپنے آقا کے دوبارہ آنے کا انتظار نہیں بلکہ دوسری قوموں اور ملکوں کے درمیان کسی مصلح کی آمد کی تیاریاں اور بھی زور شور سے ہو رہی ہیں۔ منہ کی پاک سرزمین میں جہاں ریشیوں دیوں کا ہمیشہ خیر مقدم ہوتا رہا ہے اس کی زبردست انتظار ہے ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ ضرور ایسے وقت بھی آتے ہیں۔ جبکہ ایشور کے روپ میں رہبر ان دینی ظاہر ہوتے ہیں اور وہ اس عالمگیر جنگ کے دنوں میں قدرتی طور پر ایک دور کو ختم ہوتے دیکھتے ہیں۔ اور ان کی روایات اس وقت ایک اتار کے آنے کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔“

ہندو نینتاؤں کی پکار

مسلمان اور عیسائیوں کی پکار کے بعد اب میں ہندو نینتاؤں کی وہ پکار ورنن کرنا چاہتا ہوں جو کہ وہ بھگوان کرشن کے جنم دھارن کرنے کی دیر سی کے کارن بھگوان سے کر رہے ہیں۔

مسٹر شانتی پرشاد کی پکار

چنانچہ مسٹر شانتی پرشاد لکھتے ہیں کہ:- گذشتہ ایک ہزار سال سے جو ہندوؤں میں آفتیں نازل ہوئی ہیں ان کی شان دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ لیکن بیسویں صدی میں سوشل نوال اور پولیٹیکل گراؤ انتہائی حالت کو پہنچ گئی۔ اگر کیتاں بھگوان کا وعدہ سچا ہے۔ تو ان کے اتار کے سب سے زیادہ ضرورت آجکل ہے اس لئے بھگوان کرشن آؤ جنم لو۔ دنیا سے ناپاکی کو دور کر دو۔ دعوم پھیلاؤ۔ مستحق کو اس کے استحقاق اور غلابوں سے دنیا پاک کرو۔ اور یہ وعدہ پورا کرو۔ چوں بنیادیں سست گرو رہے نمسا نند خود را بشکل کے نیچے کارشن نمبر ۱۸ اگست ۱۹۲۲ء

۱- سالوں مدتوں دی انتظار کی کٹارتے رہے کھانگے گھن گھیر اندر پٹی بیڑی ساٹی چوہر الالہن لآ کے ہندو پریم دارستہ بھل کے نہیں نہاں بھلیاں نہ ہانگے جھٹکا گھاٹ ہے بے آباد جکل مر کے ساتوں سے زلفان لاس کے نیسے بھگت ہے جھلے دکھ ڈاہے سن نہاں سے کرشن لکھانگے دھرج بھگتندی پھر بندھا آگے گیتا دایا گیتا سنا آگے

جیکر آؤاں کرشنا آچھتی۔ کاسنوں بھگتوں میں تیرا دناں میں آگے یال کے درو فریق دال کاسنوں بھگتوں میں تیرا دناں میں کیتا دیج بد قول قرار کیتے۔ کیتے قول توں کیوں بھلا دناں میں یاتے آیاں تے جو اب توں اینوں کاس تے ہی بھگتاناں میں لیر بھگت رکھ کے تے کے سہتہ تہی ہن تے بھگتوں میں لکھانگے ارجن دایا گے سب سچیاں بھگتے بھگتے مایا بھگتیاں آگے انند لاسور ۱۲ رصیت ۱۹۲۲ء

اپر وقت آرا سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ماؤ ساج کی دھارک دھرتیاں تہرے ہو چکی ہیں۔ جو کہ سند یہ ایک اتار کے دور ارا ہی بھگت ہوگی۔ دنیا کی حالت اس مریض نیم جان کی طرح ہے جو کہ درد سے تڑپ رہا ہو اور کسی کو روک نہیں نہ ہو تکلیف اور کرب کے مار سے بے چین ہوا ہے وقت میں کی ہوشیار اور تجربہ کار دیکھتے ہیں کہ وہ اس کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ مریض کی بیماری کو دور کر کے اب حیات پلائے تاکہ اس کی رگوں میں زندگی پیدا ہو یہ مریض کی پرستش ہی ہے۔ اس کو یہ کہہ کر کسی دی جائے کہ اب واقعی بیمار ہیں۔ اور شدید بیمار میں نیکوں فکر نہ کریں گھر میں نہیں آج سے تقریباً ایک لاکھ سال بعد آپ کے علاج کے لئے ایک لائق تجربہ کار دیکھ ڈاکٹر تشریف لائینگے۔

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

ہندو دھرم اور اتار کی سبتنا

پرہم اسکے کہیں اس زمانہ کے اتار کی سبتنا پار پر دھار کروں ضروری ہے کہ پہلے ان نیموں کا سوا دھیائے کیا جائے۔ جو کہ ہندو دھرم گرسنتوں نے کی کسی اتار اور دھار پرش کی فدا کے لئے بیان فرمائے ہیں۔ اگر کوئی اتار ان معیاروں پر پورا نہیں اترتا رفقو اس کی جیون اس کے درپیت ہے تو ہرگز نہیں ادھیکار نہیں ہے کہ اس کی سچائی یا دعویٰ پر دھار کریں پر نوتیدی وہ ان معیاروں پر پورا اترتا ہے تو پھر ہمیں ادھیکار ہے کہ اس کے جیون پر دھار کریں۔ ان معیاروں میں سب سے پیشگوئیاں پھیل میں ان پیشگوئیوں کو پیتا ہوں جو کہ اتار برگٹ ہو کر ماؤ سماج کے

سامنے رکھتے ہیں وہ پیشگوئیاں پار پر کار کی سہتی ہیں (۱) اپنے جیون کے متعلق (۲) اپنے انویاٹیوں کے متعلق (۳) اپنے نراد کر کے والوں کے متعلق (۴)۔ اور ہارن دنیا کے لئے اگر کوئی دیکھی یہ پار پر کار کی پیشگوئیاں کرتا ہے اور پھر ان میں پورا اترتا ہے تو ہمیں اس کے سویکار کرنے میں کوئی شکوک نہیں کرنا چاہئے۔ آندکند بھگوان کرشن چندر جی ہمارا ج نے اپنی سچائی کے لئے ان ہی چاروں معیاروں کو پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جا بھارت کے یہ دھرم ایک دن وریودھن۔ مشکنی دشا سن اور میں چاروں مل کر سہرات یہ مشورہ کرنے لئے پانڈو پوجی سے کہا طاقت رکھتے ہیں ان کا مارنا یا مارنا برابر ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اگر پانڈوؤں کو شکست دینی ہے تو سب سے پہلے کرشن کو مارا جائے کرشن کے مرنے پر پانڈو خود بخود ہی مر جائیں گے جیسا کہ جا بھارت میں لکھا ہے کہ:-

کृष्णो हि मूलं पाण्डूनां पापं: कः चरुवो हः

शरणा इवेतरेषां: कंचाला: पच न संशयः

कृष्ण मया: कृष्णा बला: कृष्णो नाशयिष्ये

कृष्णः पापपातां चैवां चोतिषा मित च न संशयः

तस्मात्प्राणि शरणा च स्व चोत्सवम्

कृष्णो हि निहि पाण्डूनां मूलं सर्वत्र सर्वदा

हन्मा यदि हि दाशा हिं करोति याव

दनन्दनम्

कृष्णावसूमाते तान-वरो

तस्मिन् संशयः ॥

جا بھارت درونا پر (۱۸۲) ادھیائے (۱۸۲) ارژون کرشن ہی پانڈوؤں کی جڑ میں بھیم سین وغیرہ بہادر تو صرت شاکھا ہیں اور پچال گوی پتے ہیں جیسے تمام جوڑن کا ادھار چندر ماہے دیسے ہی پانڈوؤں کا آشر یہ بھی۔ سوا ان سہانک پر مگنی سب کچھ کرشن ہی ہے۔ اس کارن۔ پتے۔ شاکھا۔ سکندہ آدمی کو چھوڑ کر پانڈوؤں کی جڑ یعنی کرشن کو ہی مارنا چاہیے تاکہ ہمارے سارے دکھ دور ہو جائیں اور ہم ساری دنیا پر حکومت کر سکیں۔

جا بھارت درونا پر ادھیائے ۱۸۲

۲۴-۲۲ (باقی)

درخواست دعا میری والدہ محترمہ بھائی اور بیوی سخت بیمار ہیں دوستوں سے ان کی کامل صحت کئے درود سے دعا کی درخواست ہے۔ ملک صلاح الدین

وصیتیں

نوٹ :- دریا منگوری سے قبل اس کے شانے کی باقی ہر تانہ اگر کسی کو اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کرے۔ (یکڑی ہشتی مقبرہ قادیان)

ق ۱۳۱-۱ منگہ بیبی فاتون بنت محمد یعقوب حسین صاحب قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر قریباً ۳۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ہیرام پور ڈاکھن نہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقاعی ہوش و حواس بلا جبر و آراہ آج بتاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں (۲) زمین دو بیگیا اس کی مال قیمت یا بازار ریٹ (۵۰۰ روپے) ہے اور سالانہ آمد (حالی سن کا) - (۶۲۱ روپے)۔ (۳) زمین غیر آباد (زمین) ۳ بیگیا غیر منقولہ مال قیمت یا بازار ریٹ (۳۴۸ روپے) اور سالانہ حال سن کا (۱۲۱ روپے)۔ مکمل میزان ۱۱۰۰ روپے کا بھی دسواں حصہ وصیت کرتی ہوں۔ نوٹ :- اس پر میرا گزارہ ہے۔ نیز اس کی سالانہ آمد کسی سال کم اور کسی سال زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ (۳) مکان مع مٹی کی بنی ہوئی چھت بن سے دوسروں کے ساتھ حصہ دار ۱۰۰۰ روپے قیمت یا بازار ریٹ ۱۰۰ روپے ہے۔

(۲) اگر بنی زمین کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجن احمدیہ قادیان میں بند وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی (۲) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت عادی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی۔ اس کے دسواں حصہ کی مالک صدر انجن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ :- اراضی دریا مرگھی کے دو طرف وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ یعنی افتادہ دریا کے مرگھی کے کنارہ میں وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ الامتہ بزبان بنگالی حبیبہ فاتون گواہ شد بزبان بنگالی - محمد ثقب ہیرام پور۔ گواہ شد بزبان انگریزی زمین الحق ہیرام پور۔

ق ۱۳۱-۲ منگہ منصورہ فاتون بیوہ عبدالعزیز صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۲۶ء ساکن ہیرام پور ڈاکھن نہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقاعی ہوش و حواس بلا جبر و آراہ آج بتاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں

جائیداد مع تفصیل بازار ریٹ حال آمد سالانہ حال

۱- مکان مٹی کا بنی ہوئی چھت بن کا ہے نیز اس میں اور بھی حصہ دار ہے۔ اپنے حصہ کی قیمت ربع کے بلکہ کے) خان بازار ریٹ کے لحاظ سے	۱۰۰ روپے
۲- ہیرا ۲۰ روپے یہ رقم فائدہ سے وصول نہیں کی گئی تھی۔ لہذا فائدہ کے ترکہ زمین میں سے ابھی بے کر وصیت کرتی ہوں اور وہ زمین ۳ بیگیا ہے جس کا مال بازار ریٹ	۲۰ روپے
(۲) زمین غیر آباد (بن ہے) ۳ بیگیا	۳۴۸ روپے
(۳) زمین آبادی ۱ بیگیا	۳۲ روپے
کل آمد سالانہ ۲۸ روپے کے بھی دسواں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔	۲۸ روپے

نوٹ :- اس جائیداد پر میرا گزارہ ہے۔ اس کے سوا اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ نیز اس کی سالانہ آمد کبھی زیادہ اور کبھی کم ہوتی رہتی ہے۔ (۲) اگر بنی زمین کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجن احمدیہ قادیان میں بند وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت عادی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ :- اراضی دریا مرگھی کے دو طرف وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ اراضی افتادہ دریا کے مرگھی کے کنارہ میں وقوع ہے موضع ابراہیم پور۔ الامتہ بزبان بنگالی منصورہ فاتون - گواہ شد بزبان بنگالی محمد ثقب ہیرام پور۔ گواہ شد بزبان انگریزی زمین الحق ہیرام پور - ق ۱۳۱-۳ منگہ سائرہ فاتون بیوہ محمد یعقوب حسین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر ۳۳ سال تاریخ بیعت قریباً ۱۹۲۶ء ساکن ہیرام پور ڈاکھن نہ بھرت پور

ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگالی بقاعی ہوش و حواس بلا جبر و آراہ آج بتاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ (۱) مکان مٹی کا بنی ہوئی اور چھت بن سے) مع جگہ دوسرے حصہ دار بھی ہیں اپنے حصہ کی مال قیمت یا بازار ریٹ ایک سو روپے ہے غیر منقولہ۔ (۲) زمین دو بیگیا اس کی مال قیمت یا بازار ریٹ (۵۰۰ روپے) ہے اور سالانہ آمد (حالی سن کا) - (۶۲۱ روپے)۔ (۳) زمین غیر آباد (زمین) ۳ بیگیا غیر منقولہ مال قیمت یا بازار ریٹ (۳۴۸ روپے) اور سالانہ حال سن کا (۱۲۱ روپے)۔ مکمل میزان ۱۱۰۰ روپے کا بھی دسواں حصہ وصیت کرتی ہوں۔ نوٹ :- اس پر میرا گزارہ ہے۔ نیز اس کی سالانہ آمد کسی سال کم اور کسی سال زیادہ ہوتی ہے۔ (۳) اگر بنی زمین کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجن احمدیہ قادیان میں بند وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت عادی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نوٹ :- اراضی افتادہ دریا کے مرگھی کے کنارہ میں وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ اراضی دریا مرگھی کے دو طرف وقوع ہے۔ موضع ابراہیم پور۔ اراضی دریا کے مرگھی کے کنارہ میں وقوع ہے موضع ابراہیم پور۔

الامتہ موصیہ بزبان بنگالی سائرہ فاتون - گواہ شد بزبان بنگالی محمد ثقب ہیرام پور۔ گواہ شد بزبان انگریزی زمین الحق ہیرام پور - ق ۱۳۱-۴ منگہ عمر شیخ ولد امین شیخ صاحب قوم شیخ پیشہ زمینداری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۹ء ساکن ہیرام پور ڈاکھن نہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ مغربی بنگال بقاعی ہوش و حواس بلا جبر و آراہ آج بتاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ (۱) میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ (۱) زمین آباد (زمین) ۳ بیگیا ہے اس کا بازار ریٹ یعنی مال قیمت یا چھوڑ پے ہے۔ سالانہ آمد یعنی مال سن کی آمد ۱۰۰ روپے ہے۔ نوٹ :- یہ حصہ کبھی کبھی منظور ہی نہیں کرتا ہے جس کی سالانہ آمد قریباً ایک سو روپے ہوگی بندہ کا مکان کوئی نہیں دوسرے کے مالگہ برتتا ہے جب این مکان بتا رہا ہے گا۔ تو اطلاع دی جائیگی بندہ ہجرت کر کے ہیرام پور آیا تھا (۲) اگر بنی زمین کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجن احمدیہ قادیان میں بند وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو اس رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت عادی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اللہ موصی نشان انگوٹھا محمد عمر شیخ - گواہ شد بزبان بنگالی محمد ثقب - گواہ شد بزبان بنگالی محمد ثقب ہیرام پور - ق ۱۳۱-۵ منگہ نور جبین

نور جبین مولوی عبدالقادر صاحب دانش دہلوی قوم شیخ پیشہ خانہ دار عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکھن نہ بھرت پور ضلع گورداسپور پنجاب بقاعی ہوش و حواس بلا جبر و آراہ آج بتاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا ۵۰۰ روپے حق میرے فائدہ مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی دانش سے ذمہ واجب الادا ہے جس کے پانچ حصہ کی وصیت میں بحق صدر انجن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس وقت میرے پاس سونے کے دو توڑ زیورات ہیں جن کی موجودہ ریٹ کے مطابق ۱۱۶ روپے فی تولد کے حساب سے ۲۳۲ روپے قیمت ہے اس کے بھی پانچ حصہ کی مقدار صدر انجن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے حق میرے حصہ وصیت کو اپنے وعدہ کے مطابق ایک روپے یا سواری اپنی جین میات میں ادا کر نیکی کو بخش کر دوں گی۔ اور اگر پورا حصہ ادا نہ کر سکوں تو بعد وفات بقایا جات اور اس کے علاوہ جو منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو اس کے پانچ حصہ کی مقدار صدر انجن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی یہ وصیت بقاعی ہوش و حواس سے کر رہی ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ الامتہ ذمہ دار جبین گواہ شد عبدالقادر ناظر امور عامہ قادیان - گواہ شد قریشی عطاء الرحمن عقی عنہ معادون نظریت لخال قادیان ۱۲ - ق ۱۳۱-۶ منگہ بشیر احمد ولد محمد اسماعیل صاحب قوم راجپوت پیشہ ذمہ دار زندگی عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۶ء ساکن گھنیکہ نانڈ ڈاکھن نہ بھرت پور ضلع گورداسپور۔ سرحد پنجاب بقاعی ہوش و حواس بلا جبر و آراہ آج بتاریخ ۱۶ اپریل ۱۹۵۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے یعنی ذمیفہ ۳۴ روپے اس کے پانچ حصہ کی وصیت کرتی ہوں جو انشا اللہ ماہ ادا کر سار ہوں گا۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد پیدا کر دوں یا مرنے پر ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت عادی ہوگی۔ اللہ شہید موصی ولد محمد اسماعیل صاحب مال واقف قادیان خلیہ دار ابراہیم کات دارالواصفین۔ گواہ شد علی محمد صاحب مولوی الشیخ دھاریا - گواہ شد منقولہ احمد شاہ واقف زندگی - گواہ شد ۱۲

منتخب خبریں!

ایبٹ آباد - ۳۰ مئی کو ریلوے جنرل مسٹر ملام محمد نے کہا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اپنے تعلقات بہتر بنانے کے لئے سمجھوتہ کی ضرورت ہے۔ کل ایبٹ آباد میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کے تعلقات ایک شرط پر بہتر ہو سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہندوستان اور پاکستان کی کل خود مختاری اور آزادی کو بلا تفریق منظور کرے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا پاکستان کسی بلاک کا قیام بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان کی آزادی نہیں گئی ہے۔ ان کے لئے آزادی حاصل کرنے کی کوشش میں ہم ہمیشہ ہمیشہ پیش رہے ہیں۔ اور ایسا کر لیں ہم نے کسی کو نقصان پہنچا رہا نہیں کی۔

تہران - ۳۰ مئی کو ریلوے جنرل مسٹر ملام محمد نے کہا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان اپنے تعلقات بہتر بنانے کے لئے سمجھوتہ کی ضرورت ہے۔ کل ایبٹ آباد میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دونوں ملکوں کے تعلقات ایک شرط پر بہتر ہو سکتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہندوستان اور پاکستان کی کل خود مختاری اور آزادی کو بلا تفریق منظور کرے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا پاکستان کسی بلاک کا قیام بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان کی آزادی نہیں گئی ہے۔ ان کے لئے آزادی حاصل کرنے کی کوشش میں ہم ہمیشہ ہمیشہ پیش رہے ہیں۔ اور ایسا کر لیں ہم نے کسی کو نقصان پہنچا رہا نہیں کی۔

کراچی - ۱۵ مئی کو پاکستان کے وزیر اعظم مسٹر محمد علی جناح نے کل روایت ہلال کے بعد ایک بیان میں کہا کہ مجھے امید ہے کہ پاکستانی ماہ رمضان کے اترام کا پورا پورا خیال رکھیں گے۔ روزے مسلمانوں کو ضبط و نظم اور سیر و استقلال کا سبق دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مسلمان روزوں کی آزمائش میں کامیاب رہیں گے۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ اسلام سواداری کی تعلیم دیتا ہے اور انسان کے لئے ان فرائض کی ادائیگی ضروری قرار دیتا ہے جو دوسرے انسان کی طرف سے ان پر عائد ہوتے ہیں۔

مسکنہ آباد - ۲۸ مئی کو مسٹر جے پرکاش نرائن نے یہاں دیہاتیوں کو ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ وہ کسی حالت میں تشدد سے کام نہ لیں۔ تشدد کا نتیجہ کھل تباہی ہوگا۔ ریاست کے بعض حصوں میں غریبوں نے تشدد کا مزہ اچھو لیا ہے۔ غریبوں اور مفلوک الحلق لوگوں کو وہ سبق یاد رکھنا چاہیے۔ جو انہیں تلنگانہ میں حاصل ہوا ہے۔ انہوں نے کہا انصاف اور رعاداری کی باپری سوسائٹی بنائی جائے۔

لندن - ۱۵ مئی کو قونسلر مسٹر ایچ ایم ایچ نے کہا کہ ہندوستان میں شہریت کے لئے مسز ٹانک کو دعوت دی ہے۔ روس اور مشرق وسطیٰ کے پارٹنر پوبینڈو، ہنگری، چیکوسلاویا اور رومانیا کی نمائندگی ان ملک کے سفیر یا مسٹر کریں گے۔ دوسرے ملک فامس نمائندے بھی رہیں گے۔

کھانہ نے بعض لوگوں کو براہیٹیٹیٹ سے بھی مدعو کیا ہے۔ مثلاً مسٹر گری کی سابق سکریٹری جنرل اقوام متحدہ۔

مدعو لوگوں کی سرکاری فہرست میں ۲۲ ہندو تین شیوخ، پانچ وزرائے اعظم، ۱۱ وزرائے خارجہ کے نام درج ہیں۔ یہیں کوئی بھی نہیں لکھا گیا۔

غازی آباد - ۵ مئی - یو۔ پی کے پٹواریوں نے جن کی تعداد ۲۰ ہزار کے قریب ہے ایک جلسہ کے بعد اعلان کیا ہے۔ کہ اس کا امکان ہے کہ پٹواری ۲۵ مئی سے سستی گزرتی شروع کر دیں۔ اگر یہ انعام لیا گیا تو اس کا مرکز غالباً غازی آباد کو مقرر کیا جائے گا۔

پٹواریوں کے متعلق حکومت یو پی نے جو روش اختیار کر رکھی ہے۔ مذکورہ بالا جلسے میں اس پر کڑی نکتہ چینی کی گئی۔ ابتدائی پروگرام یہ ہے کہ پٹواری پہلے اپنے اپنے اضلاع میں مظاہرہ کریں۔ سستی گزریوں کا مرکز یو۔ پی اور دہلی کی سرحد کے قریب قائم کیا جائے گا۔ جہاں سے پٹواری سٹی گزرتی کرنے کے لئے راج گھاٹ یا پارلیمنٹ ہاؤس جا سکیں گے حکومت یو۔ پی اور پٹواریوں کے درمیان سمجھوتہ کی گفت و شنید کامیاب نہیں ہوئی۔

دہلی - ۲۷ مئی - آج صبح دہلی پولیس نے جننگھ اور ہندو ہتھیاروں کے دفتروں پر چھاپے مار کر ۸۷ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ ان میں سے ۷۰ کو ہندو ہتھیاروں کے دفتر سے اور ۱۷ کو جن سنگھ کے دفتر سے گرفتار کیا گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ گرفتار شدگان میں سے زیادہ تر یو۔ پی کے باشندے ہیں اور وہ ان دفاتر میں اس لئے جمع ہوئے تھے۔ تاکہ ناچاروں طور پر جوں میں جانے کی تیاری کریں۔

دھرم سبھی منڈی میں آج نصف درجن اشخاص کو دو ۲۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔

کلکتہ - ۱۴ مئی - کلکتہ میں کونسل کے صدر ڈاکٹر طیف الدین کیلئے آج یہاں اخباری نمائندوں کو تباہ کر دیا گیا اس امر کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ کہ ایشیائیوں کو ایشیائیوں کے خلاف نہ لڑایا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ مسز آرنن باور کی پالیسی کا یہ سنگ بنیاد ہے کہ ایشیائی بھائی کو بھائی بھائی کے خلاف کر دیا جائے۔ ہمیں اس کی سخت مخالفت کرنی چاہیے۔

انہوں نے کہا کہ مسز ڈولس کی سبھی مجوزہ آمد مناسب ہے۔ لیکن انہیں مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے ارادہ کو چھوڑ کر دیں۔ انہوں نے پٹواریوں کے لئے ایک وفد بھی بھیجا ہے۔

نہرو سے اپیل کی کہ وہ نئی دہلی میں ۵ بڑوں کی اس کانفرنس طلب کریں اور اس سلسلے میں سوڈیٹ روس اور چین کی حکومتوں نے رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ مسز آرنن کی مالیت تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ پٹواری بھی اس کانفرنس کا خواہاں ہے۔ اپنے دورہ روس کے تاثرات بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وہاں پر مکمل نسلی آزادی حاصل ہے اور وہیں نے آئینوں سے سیکڑوں لوگوں کو سبوروں میں تھاپ دیا ہے۔

دہلی - ۲۸ مئی - مسز آرنن ہاؤس آج اپنی مہلت وارپریس کانفرنس میں بتایا کہ وہ قیام امن کے لئے سرکھن اقدام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ کیمونسٹ اپنے دوروں کے حق میں نفوس ثبوت پیش کریں۔ ابھی تک مجھے ان کے رویہ میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے۔

لندن - ۲۸ مئی ایک سے زائد حکام کے سیاستدانوں میں امید کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ کوئی دو ہفتے بعد لندن میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان اعظم کو اکٹھا ہونے کا جو موقع ملے گا۔ وہ انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ ہندوستان اور پاکستان کے نمائندے آجکل دہلی میں تھپو محمد علی کمانفرنس کے لئے ایکٹیا کر رہے ہیں۔ یہاں سے مسز آرنن کے لئے ایکٹیا کر رہے ہیں۔ جو غالباً ماکہ ازبک کی تاجپوشی کے بعد ہوگا۔

دہلی انتہا لندن میں اس رائے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ اس کانفرنس سے پہلے ہی لندن میں دونوں وزراء، اعظم اہم مسائل پر بغیر رسمی بات چیت شروع کر سکتے ہیں۔ کیونکہ لندن میں تاجپوشی کے جتنی کے دوران میں ان کا یکجا ہونا یقینی ہے۔

چونکہ پاکستان کی نئی حکومت چند پاکستان تنازعات کو پر امن طریقوں سے حل کرنے کے حق میں ہے اس لئے یہاں پر مقیم مشرقی اور مغربی دونوں جنگلوں کے باشندوں نے مسز محمد علی کا مشرک خیر مقدم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کراچی - ۲۸ مئی - معلوم ہوا ہے کہ اردو انگریزی رسم خط کے ساتھ ساتھ آئندہ پاکستانی ودائی پر جنگی تقریر کے لئے بھی حکومت پاکستان نے حکم دے دیا ہے۔ اب تک سکوں پر صرف اردو اور انگریزی کی نمائندگی ہوتی تھی۔

واضح رہے کہ اس وقت پاکستان کی کوئی سرکاری زبان نہیں ہے۔ اور اس بات پر اختلاف ہے کہ سرکاری زبان اردو ہو یا ہنگالی یا دونوں۔

یہ کہ ان لوگوں کو جو پاکھ کے بنے ہوئے کپڑے کا کاروبار کرتے ہیں پکری ٹیکس کے قانون کے تحت نامہ ہونے والی لائسنس کی قیوں سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔

لرا جکوٹ - ۲۸ مئی - ایک گاؤں میں اریبی ذات کے ہندوؤں نے لاکھوں اور کھاروں سے ملے ہوئے ایک ہتھیار خانہ پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں دو ہتھیار زخمی ہوئے۔ ایک کی حالت نازک ہے۔ پولیس کے یہ وقت پہنچ جانے سے مزید گراہیوں نہیں ہو سکتی۔

لندن - ۲۸ مئی - رینالڈس نیوز کے سفارتی نامہ نگار نے اس امر کا اظہار کیا کہ وزیر اعظم نہرو نے بڑی طاقتوں کی کانفرنس کا ایک پروگرام تیار کیا ہے۔ وہ اس پلان کو لندن میں دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں پیش کریں گے۔

اس اخبار نے لکھا ہے کہ مذکورہ کانفرنس میں اس پلان کو پیش کرنے سے پہلے طاقتور ممالک پر مسز آرنن سے یہ پلان دو صورتوں میں تقسیم ہے۔ پہلے حصہ میں ان مسائل کا ذکر ہے جن کے فوری کام کی ضرورت ہے۔ مثلاً گوریا جرمی ڈارٹ کا معاہدہ چین کو اقوام متحدہ کا رکن بنانا اور ہندوستان کا مسئلہ۔ دوسرے حصہ میں اسٹیم اور مغربی ملک کی طرف سے ایشیا کے سپاہیوں کو زیادہ سے زیادہ امداد دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

جنوبی - ۲۸ مئی - جنرل ٹالین ٹینگ امریکی سفارت کے نئے چیف آف اسٹاف نے یہاں پر اس خیال کا اظہار کیا کہ اگر یہاں ایٹم بم استعمال کر لیں تو اس پر غور کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شاید یہ ہم کو محدود طور پر استعمال کیا جائے۔ امریکی لیڈروں کے لئے گوریا جرمی ہتھیاروں کا محدود کرنا مشکل ہے۔ انہوں نے اس سوال کا جواب نہیں دیا کہ امریکی طیارے پوریا پر بھی بمباری کریں گے۔ امریکی گوریا جرمی ہتھیاروں سے محفوظ رکھنے کا کام کیوں نہیں کر رہا ہے۔

۲۸ مئی - معلوم ہوا ہے کہ اردو انگریزی رسم خط کے ساتھ ساتھ آئندہ پاکستانی ودائی پر جنگی تقریر کے لئے بھی حکومت پاکستان نے حکم دے دیا ہے۔ اب تک سکوں پر صرف اردو اور انگریزی کی نمائندگی ہوتی تھی۔